ماہنامہ

دختران اسلام

لاہور

مارچ 2019ء

اسلام میں مرد اور عورت مساوی کردار کے حامل ہیں

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

woice

Special Edition

Leadership

An Intellectual Supportive force

Organization

Confident & Literate Individual

woice ہنر گھر

میرا ہنر، میری کامیابی

Potential Awareness

Empowering Soul, Body & Mind

Woice Legal Assistance Society

Woice Tech Society

Women's Protection

A Responsible Citizen

woice

Women's Ownership, Intellectual Collaboration & Empowerment

Mutual help & cooperation

Call for Consolidation

Woice Care Society

Skilled Women

Education & Training

Call for Collective Struggle

Love & Forebearence

A Loving Mother

A good & faithful Wife

8th MARCH

International Women's Day

خواتین کے عالمی دن کے موقع پر پیغام

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

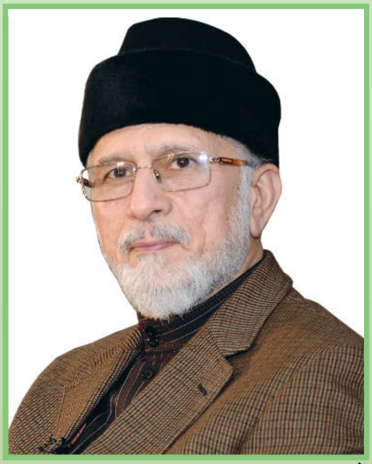

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے۔ انسانی حقوق کے بارے میں اسلام کا تصور بنیادی طور پر بنی نوع انسان کے احترام، وقار اور مساوات پر مبنی زندگی بطور نمونہ پیش کرنا اور کامیاب زندگی اسے قرار دینا ہے جس کے نجی و شخصی، معاشرتی و سماجی اور اخروی پہلوؤں میں توازن موجود ہو۔ آپ ﷺ نے حقوق و فرائض پر مبنی معاشرے کی بنیاد رکھی اور یہ اصول مقرر کردیا کہ ہر شخص اپنے حقوق کے خیال کے ساتھ ساتھ اپنے ذمہ فرائض کی ادائیگی کو بھی یقینی بنائے۔

اسلام نے عورت کی حیثیت کو جو استحکام دیا اس کی نظیر گزشتہ کسی دور میں نہیں ملتی۔ اسلام کے عورت کو تفویض کردہ معاشرتی، سماجی، دینی و دنیوی حقوق کسی طور بھی مردوں سے کم نہیں ہیں۔ اسلام عورت پر ظلم و زیادتی کی کسی طور بھی اجازت نہیں دیتا اور بحیثیت فرد معاشرہ اسے وہی حقوق عطا کرتا ہے جو مردوں کو میسر ہیں۔ عصر حاضر میں اسلام کی واضح تعلیمات کے مطابق عورت کو حقوق نہیں دیئے جارہے جو کہ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے۔ خواتین کے عالمی دن کی مناسبت سے دنیا بھر میں موجود اپنی بیٹیوں کے لیے میرا پیغام ہے کہ خواتین کی Empowerment کا حقیقی تصور وہی ہے جو اسلام آج سے چودہ سو سال قبل دے چکا ہے۔ معاشرہ عورت کے وجود سے پروان چڑھتا ہے اس لیے آپ کی زندگیوں کا اعتدال پر ہونا بہت ضروری ہے تب ہی معاشرہ توازن میں رہے گا اور اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ اپنے ذمے فرائض کی انجام دہی پوری ایمانداری سے کریں اپنی زندگی میں تحمل، برداشت، بردباری سے کام لیں اور غیر متعدل رویوں سے گریز کریں اگر ہر فردِ معاشرہ اپنے ذمے فرائض کو پوری ایمانداری سے ادا کرے تو دوسرے فرد کے حقوق خود بخود پورے ہوجائیں گے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب بیٹیوں کو سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے نقوش سیرت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ

دخترانِ اسلام

لاہور

جلد: 26 شمارہ: 3 / رجب ۱۴۴۰ھ / مارچ 2019ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

ایڈیٹر
اُم حبیبہ

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ اقبال، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرخ ناز، مسز حلیمہ سعدیہ
سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی

خصوصی معاونت WOICE ٹیم

ثناء وحید (سیکرٹری جنرل WOICE)
انیتا الیاس (ڈائریکٹر ہنر گھر)
روبینہ عباس (جوائنٹ سیکرٹری WOICE

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام —— فوٹو گرافی: قاضی محمود الاسلام

فہرست

اداریہ

(8 مارچ خواتین کا عالمی دن اور ''تھامس رائٹر فاؤنڈیشن'' کی رپورٹ)		3

فکرِ شیخ الاسلام

اسلام میں مرد اور عورت مساوی کردار کے حامل	مرتبہ: نازیہ عبدالستار	7
بیداری شعور اور NGO's کا کردار	بشریٰ قمر ایڈووکیٹ	11
مرد کو اللہ نے عورت کا قوام مقرر کیا	ڈاکٹر نورین روبی	13
تعارف WOICE		15
عورت معاشرے کا بنیادی ستون	ڈاکٹر عثمان ہتیانی	18
ممتاز خواتین کے تاثرات	روبینہ عباس	21
اسلام میں خواتین کے حقوق	ڈاکٹر طاہر حمید تنولی	24
WOICE رپورٹ (تصویری جھلکیاں)		25
Women Empowerment	Brig (r) Iqbal Ahmad	31

بدل اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید، امریکہ: 15 ڈالر   مشرق وسطی، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

ترسیل زر کا پتہ: منی آرڈر/چیک/ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿فرمان الٰہی﴾

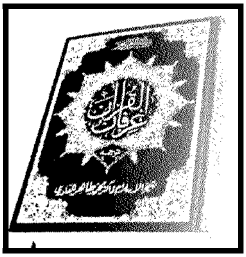

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا. وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا. وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ج فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ط ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا. (النساء، ۴: ۱۔ تا ۳)

”بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا، اور ڈرو اس اللہ سے جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتوں (میں بھی تقویٰ اختیار کرو)، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔ اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور بُری چیز کو عمدہ چیز سے نہ بدلا کرو اور نہ ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر کھایا کرو، یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لیے پسندیدہ اور حلال ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار (مگر یہ اجازت بشرطِ عدل ہے) پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (زائد بیویوں میں) عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے (نکاح کرو) یا وہ کنیزیں جو (شرعاً) تمہاری ملکیت میں آئی ہوں، یہ بات اس سے قریب تر ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو“۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

﴿فرمان نبوی ﷺ﴾

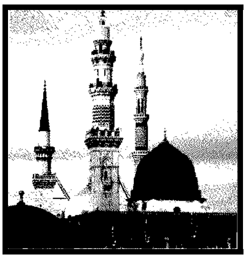

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَأَدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ. وفي رواية: قَالَ: ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ بِنْتَانِ أَوْ أُخْتَانِ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَأَحْمَدُ.

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ.

”حضرت ابو سعید خدری ص سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، انہیں اچھا ادب سکھایا، ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہا تو اس کے لئے جنت ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین بہنیں یا تین بیٹیاں، یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دنیا سازو سامان کی جگہ ہے اور اس دنیا کا بہترین سرمایہ (و دولت) نیک عورت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومنین میں سے کامل مومن وہ ہے جو ان میں سے بہترین اخلاق کا مالک ہے اور تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہترین ہے۔“

(المنہاج السوی، ص ۸۰۴۔۸۰۵)

حمد باری تعالیٰ

یہ فصلِ گل بھی ترِی، گلستان بھی ترا
خزاں بھی تیری ہے، دشتِ تپاں بھی تیرا ہے

یہ مہر و ماہ درخشاں، یہ انجم و پرویں
یہ کہکشاں بھی ترِی، آسماں بھی تیرا ہے

محیطِ عرش سے تا فرش ہیں ترِے جلوے
وُہ لامکاں بھی ترا، یہ مکاں بھی تیرا ہے

یہ گردِ راہ کے ذرّے، یہ پُرفشاں لمحے
زمیں تیری ہے یاربّ، زماں بھی تیرا ہے

یہ تپتی راہ گزر، یہ شجر شجر سایہ
یہ دھوپ بھی ہے ترِی، سائباں بھی تیرا ہے

ہزار نغموں سے بہتر تلاوتِ قرآں
یہ حسنِ صوت، یہ سحر بیاں بھی تیرا ہے

کہاں نہیں ترِی آیت ہے بزمِ گیتی میں
یہ آنکھ بھی ترِی، یہ سماں بھی تیرا ہے

یہ بے کنار سمندر، یہ کشتی ہستی
یہ ناخدا ترِا، بادباں بھی تیرا ہے

ترِے حضور بجز اس کے کیا کہے افسؔر
یہ حمد بھی ہے ترِی، حمد خواں بھی تیرا ہے

(افسر ماہ پوری)

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مِٹا دی عشقِ نبیؐ میں ہستی
شباب لے کر میں کیا کروں گا

انہیںؐ کے دربار کا گدا ہوں
خطاب لے کر میں کیا کروں گا

انہیؐ کا دن رات ہے تصوّر
انہی سے جینا انہیؐ سے مرنا

انہیؐ کی الفت کا سر میں سودا
حجاب لے کر میں کیا کروں گا

شہہؐ شہیداں کا بچہ بچہ ہے
گلِ نبیؐ کے بھرے چمن کا

یہی تو گل ہیں میری نظر میں
گلاب لے کر میں کیا کروں گا

شفیعؐ محشر کا واسطہ جب
دیا قیامت میں سب نے رو کر

تو جوش رحمت پکار اٹھا
حساب لے کر میں کیا کروں گا

جو پی تھی روزِ ازل میں بیکلؔ
اُسی کی اب تک یہ بیکلی ہے

مئے الستی سے مست ہوں میں
شراب لے کر میں کیا کروں گا

(بیکل اتساہی)

اداریہ

8 مارچ خواتین کا عالمی دن اور ''تھامس رائٹر فاؤنڈیشن'' کی رپورٹ

ہر سال 8 مارچ کو خواتین کے حقوق کے تحفظ کے طور پر منایا جاتا ہے اور ہمیشہ خواتین کی امپاورمنٹ، اس کے سیاسی، سماجی، اقتصادی کردار کو وسعت دینے کے مطالبات پر مبنی قراردادیں پاس کی جاتی ہیں مگر عملاً یہ ساری سرگرمیاں اخبارات کے صفحات اور الیکٹرانک میڈیا کی سکرینوں کی زینت بن کر رہ جاتی ہیں، عملاً خواتین کی حالت زار میں وہ مثبت تبدیلیاں دیکھنے کو نہیں ملتیں جن تبدیلیوں کی آج خواتین کو ضرورت ہے، پاکستان کی خواتین تین طبقات میں تقسیم ہیں، پہلا طبقہ مراعات یافتہ خاندانوں کی خواتین پر مشتمل ہے جن پر ہمیشہ اعلیٰ تعلیم کے دروازے کھلے رہتے ہیں اور یہ خواتین سیاست میں بھی باسہولت اپنا کردار ادا کرتی نظر آتی ہیں، انہیں سہولت کے ساتھ اسمبلیوں کی رکنیت بھی مل جاتی ہے اور وہ اہم کمیٹیوں کی چیئرمین اور ممبر بھی بن جاتی ہیں، دوسرطبقہ مڈل کلاس خواتین کا ہے جن کے خاندان اپنا پیٹ کاٹ کر انہیں تعلیم دیتے اور پڑھاتے ہیں مگر یہ خواتین بمشکل اپنے لیے روزگار کے مواقع حاصل کر پاتی ہیں، تیسرا طبقہ پسماندہ خاندانوں کی خواتین کا ہے جن پر تعلیم کے دروازے بھی بند رہتے ہیں اور روزگار کے دروازے بھی بند رہتے ہیں، ان خواتین کو سرکاری سطح پر بھی تعلیم کی سہولتیں میسر نہیں ہوتیں، ان خواتین کا زیادہ تر حصہ دیہات میں رہتا ہے اور کسمپرسی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں، ان خواتین کے لیے بعض این جی اوز بیانات کی حد تک آواز اٹھاتی ہیں مگر عملاً ان خواتین کیلئے کوئی پیکیج نہیں آتا، اسی طبقہ کی خواتین سماجی، مظالم کا بھی سب سے زیادہ شکار نظر آتی ہیں، خواتین کی امپاورمنٹ سے مراد تحفظ، تعلیم اور تربیت ہے۔

اس خطہ کی خواتین اہلیت، صلاحیت میں دنیا کے کسی بھی خطہ کی خواتین سے کم نہیں ہیں، اسی خطہ کی غیور خواتین نے بانی پاکستان قائداعظمؒ محمد علی جناح کے شانہ بشانہ اپنا شاندار سیاسی، سماجی کردار ادا کیا اور پاکستان کے حصول کی منزل کو آسان تر بنایا، 8 مارچ کے موقع پر تحریک پاکستان میں گرانقدر خدمات انجام دینے والی خواتین کا ذکر نہ کرنا زیادتی ہوگا، آزادی کی جنگ لڑنے والے عظیم خواتین میں مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح، بیگم شائستہ اکرام اللہ، لیڈی نصرت عبداللہ ہارون، بیگم رعنا لیاقت علی خان، بیگم تصدیق حسین، بیگم قاضی عیسیٰ، انجم آراء بیگم، بیگم اختر قریشی، راحیل خاتون شیروانی، بیگم عفت الٰہی کے نام سرفہرست ہیں، یہ وہ عظیم خواتین ہیں جنہوں نے اپنی عائلی زندگیوں سے بھی انصاف کیا اور ایک بھرپور قومی زندگی بھی گزاری، یہ خواتین باشعور اور اعلیٰ تعلیم یافتہ تھیں اور اپنی انہی خوبیوں کی وجہ سے انہوں نے آج سے 100 سال قبل پورے اعتماد کے ساتھ برصغیر کے غلام مسلمانوں کیلئے آزادی کی جنگ لڑی، اگر یہ خواتین پڑھی لکھی نہ ہوتیں تو شاید تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار نظر نہ آتا، بلاشبہ پاکستان کو قائداعظم کی شکل میں ایک ایسا عظیم لیڈر ملا جو خواتین کے کردار اور ان کے حقوق سے اچھی طرح واقف تھا اور انہوں نے قدم قدم پر خواتین کی حوصلہ افزائی کی صرف برصغیر کی مسلم خواتین کیلئے ہی انہوں نے اپنا شاندار قانونی، سیاسی، سماجی کردار ادا نہیں کیا بلکہ انہوں نے یورپ کی خواتین کے حقوق کی قانونی جنگ میں بھی ان کا ساتھ دیا اور ہندو معاشرے کی ستم رسیدہ کم درجے کی خواتین کے حقوق کی بھی جنگ لڑی، یہاں پر بانی پاکستان کے خواتین کے حقوق کے حوالے سے انجام دیئے جانے والے دو واقعات ذکر Motivational ہوگا، 1918ء میں انڈین پارلیمنٹ میں کم درجے کی ہندو عورتوں کے حقوق کے حوالے سے ایک بل پیش ہوا، 1918ء کی انڈین پارلیمنٹ میں ہندوؤں کی اکثریت تھی اور مسلمان بہت تھوڑی تعداد میں تھے تو مسلم پارلیمنٹریز نے قائداعظمؒ محمد علی جناح کو مشورہ دیا کہ ہم اس بل کے حوالے سے نیوٹرل رہیں کیونکہ ہندوؤں نے اس کی مخالفت کرنی ہے اور ہمیں عددی اعتبار سے شکست ہو گی لیکن

بانی پاکستان قائداعظمؒ محمد علی جناح نے جواب دیا کہ یہ بل ہندو معاشرہ کی کمزور ترین خواتین کی مشکلات اور مصائب کم کرنے کا ایک ذریعہ ہے، میں اس میں تادم آخر دلچسپی لیتا رہوں گا اور پھر تن تنہا قائداعظم محمد علی جناح نے اس بل کا دفاع کیا اور ان کے موثر دلائل کے بعد ہندو پارلیمنٹریز جو برہمنوں اور پنڈتوں کے خوف سے خاموش تھے آخر میں وہ بھی اس بل کی حمایت میں بولنے لگے، اسی طرح 16 ستمبر 1948ء کو قائداعظمؒ کی رحلت کے بعد ان کی یاد میں لندن کے کیکسٹن ہال میں ایک جلسہ ہوا جس میں خواتین کے حقوق کی نمائندہ آواز اور رہنما ہیری سن نے خطاب کرتے ہوئے کہا جب عوامی مخالفت کے خوف سے اکثر لوگ ہماری تحریک کی حمایت میں آواز اٹھانے کی جرأت نہیں کرتے تھے تو اس وقت مسٹر جناح ہمیشہ ہماری دعوت پر ہمارے جلسوں میں آئے اور ہر بار پرزور دلائل کے ساتھ ہماری تحریک کی حمایت کی حالانکہ اس وقت ہماری تحریک کے حق میں بولنا اپنے آپ کو نفرت کا نشانہ بنانے کا مترادف تھا، مذکورہ بالا واقعات رقم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جس قوم کا سیاسی لیڈر خواتین کے حقوق کے حوالے سے اس قدر روشن خیال اور جرأت مند ہو اس قوم کی سیاسی قیادت خواتین کو حقوق دلوانے کے حوالے سے دوہرے معیار کی حامل کیوں ہے اور خواتین کی امپاورمنٹ کے حوالے سے مصلحت پسند رویے کا مظاہرہ کیوں کرتی ہے؟

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور اسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جس نے سب سے پہلے خواتین کے حقوق کا چارٹر پیش کیا، خواتین کو ماں، بہن، بیٹی کے روپ میں عزت اور حقوق دیئے اور قرآن و حدیث کے اندر لاتعداد آیات اور فرامین نبویؐ موجود ہیں جو خواتین کی عزت و تکریم پر بحث کرتے ہیں، مگر افسوس آج اسی پاکستان کی حالت زار ناگفتہ بہ ہے اور خواتین کو حقوق تو درکنار وہ تحفظ بھی میسر نہیں جو انسانیت کی بنیادی ضرورت ہے، خواتین کے غیر محفوظ ہونے سے متعلق برطانوی ادارے ''تھامس رائٹر فاؤنڈیشن'' کی ایک حالیہ رپورٹ رواں ماہ شائع ہوئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان خواتین کے لیے خطرناک ممالک کی فہرست میں چھٹے نمبر پر ہے۔ خواتین بے دھڑک گھروں سے باہر نہیں نکل سکتیں، سب سے زیادہ سٹریٹ کرائم کا نشانہ خواتین بنتی ہیں، دفاتر میں خواتین ''ہراسمنٹ'' کا شکار ہیں، اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے ملک میں خواتین کا غیر محفوظ ہونا اور بے دھڑک گھروں سے نہ نکل سکنا ایک بہت بڑا المیہ ہے، حقوق تو بہت بعد میں آتے ہیں حکومت کو سب سے پہلے خواتین کے تحفظ کیلئے ہنگامی اقدامات کرنے ہونگے، اس تناظر میں سپریم کورٹ کے جج جسٹس عظمت سعید کے ریمارکس قابل تعریف ہیں جس میں انہوں نے کہا ہے کہ خواتین کی ورک پلیس پر ہراسگی ختم کروانے کیلئے حکومت مضبوط اور موثر قانون سازی کرے۔ اگر ہم خواتین کو ہراساں ہونے سے نہیں بچاسکتے تو پھر ہمیں شرم آنی چاہیے، جو کلمہ گو مسلمان خواتین کو ہراساں کرتے ہیں وہ جان لیں قرآن کی رو سے وہ مجرم اور اللہ کے احکامات کے منکر اور قیامت کے دن بخشش اور رحم سے محروم رہیں گے، سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ مومن مرد اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، عصمت و حیا کے پیکر مردوں اور عورتوں کیلئے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ ہے، خواتین کے عزت و احترام اور تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے علمائے کرام، حکومت اور عدلیہ کو اپنا قومی، ملی، آئینی، قانونی اور اخلاقی کردار ادا کرنا ہوگا۔ اسلامی ملک پاکستان کی خواتین کیلئے غیر محفوظ ہونے کی خطرناک ریٹنگ کسی طور قابل قبول نہیں ہے۔ اس درجہ بندی سے ثابت ہوتا ہے کہ خواتین کے تحفظ کیلئے بننے والے قوانین پر عمل ہورہا ہے اور نہ ہی متعلقہ ادارے اس ضمن میں اپنی ذمہ داریاں پوری کررہے ہیں۔ آئین کے آرٹیکل 34 کے تحت ریاست قومی زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کی مکمل شمولیت کو یقینی بنانے کیلئے اقدامات کرنے کی پابند ہے، اس کے علاوہ آئین کے آرٹیکل 35 کے تحت ریاست خاندان، ماں اور بچے کی حفاظت کرنے کی پابند ہے، ایک پڑھی لکھی خاتون جب اپنے خاندان اور بچوں کی کفالت کیلئے معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کیلئے گھر سے نکلتی ہے تو اس کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہے مگر افسوس ریاست اپنی اس ذمہ داری کو پورا نہیں کررہی۔ (چیف ایڈیٹر)

فکرِ شیخ الاسلام

اسلام میں مرد اور عورت مساوی کردار کے حامل ہیں

خصوصی خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

کرہ ارضی پر جو کائنات آباد ہے یہ مرد کی وجہ سے نہیں بلکہ عورت کی مرہون منت ہے۔ اگر حوا نہ ہوتیں تو آدم علیہ السلام کو کس نے جنت سے زمین پر بھیجنا تھا۔ اگر وہ زمین پر نہ آتے تو انسانی نسل کیسے چلنی تھی۔ زمین پر انسانی زندگی کا آباد ہونے کا ذریعہ بھی حضرت حوا رضی اللہ عنہا بنی تو گویا اس دنیا کی آبادی کا سہرا بھی عورت کو جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام کی بعثت سے قبل جو انبیاء اور رسول ہوئے ان کی تاریخ کے چند نمونے پیش درج ذیل ہیں:

حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر سورۃ ھود میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو حکم دیا کہ ایک کشتی تیار کرو جب کشتی تیار ہوگئی تو سوال ہوا کہ اس میں کون لوگ سوار ہوں گے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا سارے جوڑے برابری ساتھ میل اور فی میل سوار کرائیں تفاسیر میں آتا ہے کہ جانور الگ تھے انسانوں میں 80 افراد تھے۔ اس میں 40 مرد اور 40 عورتیں تھیں پہلے سفر میں عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں برابر تھی۔

اسلام کی صحیح تعلیم یہ ہے کہ مرد اور عورت کی برابر شمولیت ہونی چاہئے سوسائٹی اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ مسلمان حج پر جاتے ہیں۔ کعبہ کا طواف کرتے ہیں، صفا و مروہ کی سعی کرتے ہیں۔ ارکان حج کی تکمیل و تشکیل بھی خاتون کی مرہون منت ہے۔ اگر خاتون کا رول نہ ہو تو حج بھی نہیں ہوسکتا۔ وہ خاتون سیدہ حضرت ہاجرہؑ ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بے آب و گیاہ ریگستان میں چھوڑ گئے۔

حضرت ہاجرہؑ نے شہر مکہ آباد کروایا۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پیاس لگی تو آپ نے ایڑھیاں رگڑیں تو حضرت ہاجرہؑ پانی کی تلاش میں دوڑیں صفا اور مروہ دو پہاڑیوں کے سات چکر لگائے۔ ان کا چکر لگانا کعبہ کے طواف کے بعد حج کا رکن سعی بن گیا۔ اب حاجی حضرت ہاجرہؑ کے دوڑنے کی سنت پوری کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ایک خاتون کے عظیم عمل کو اتنا محفوظ کرلیا کہ اس کو حج کا حصہ بنادیا۔ اس عورت کے کردار کے بغیر حج کی تکمیل نہیں ہوتی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ ہماری ماں حضرت ہاجرہ کا احسان ہے۔ اگر وہ پانی کے چشمے کو زم زم نہ کہتیں تو پانی چلتا رہتا اور ساری زمین پھر پانی سے بھر جاتی۔ گویا جزیرہ عرب کو اور انسانوں کو پانی میں ڈوبنے سے بچایا بھی عورت نے ہے۔ یہ ساری چیزیں صحیح بخاری و مسلم میں درج ہیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہی ذکر سورۃ ہود میں ہے۔

ملائکہ قوم لوط کی نافرمانیوں پر عذاب کے لیے آئے۔ ابراہیم علیہ السلام سمجھے کہ میری قوم کے لیے آئے ہیں تو آپ کو تھوڑا سا خوف محسوس ہوا۔ فرشتوں نے کہا کہ آپ

گھبرائیں نہیں۔ ہم حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لیے آئیں ہیں۔ تو قرآن کہتا ہے آپ کی بیوی جو آپ کے ساتھ کھڑی تھی وہ گھبرائیں نہیں بلکہ ہنس پڑیں۔ اس قوم پر فرشتوں کا آنا عذاب کی بات کرنا۔ یہ ساری چیزیں خوف کی کیفیت پیدا کرتی ہیں مگر عورت کی جوانمردی، جرأت مندی اور کردار کی مضبوطی ہے کہ وہ اس صورتحال میں ہنسی رہی ہیں۔ ان کی اس کیفیت کو قرآن نے بیان کیا ہے کہ ایسی جوانمرد خواتین تھیں جس کی سنگت نے انبیاء کے مشن کو مکمل کروایا۔ یہ حضرت سارہ علیہا السلام تھیں۔ جن کو بشارت دی فرشتے نے کہ آپ کا بیٹا اسحاق ہوگا پھر ان کا بیٹا یعقوب ہوگا۔

شیخ الاسلام اس مقام کو اس انداز سے بیان کرتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام بھی موجود تھے۔ ان کی زوجہ حضرت سارہ علیہا السلام بھی موجود تھیں۔ بیٹا تو دونوں کا ہے مگر مبارکبادی حضرت سارہ علیہا السلام خاتون کو دے رہے ہیں۔ گویا اللہ رب العزت عورت کے وجود کو اہمیت دینا چاہتے ہیں۔

دولڑیاں چلی ہیں۔ ایک بنی اسماعیل علیہ السلام جو حضرت ہاجرہؓ سے چلی۔ دوسری حضرت بنی اسرائیل جو حضرت سارہ علیہا السلام سے چلی۔ ادھر بھی رول خاتون کا ہے۔ حضرت ہاجرہؓ کا مکہ آباد کرکے آقا علیہ السلام کی ولادت تک پوری تاریخ مرتب کرنے کا۔ حضرت سارہ علیہا السلام کو بشارت دی۔ حضرت اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی ان کا ٹائیٹل اسرائیل ہے۔ قرآن کا یہ جو اسلوب ہے اس کے پیچھے ایک مقصد ہوتا ہے کہ عورت کے مقام کو نمایاں کیا جائے۔ اگر یہ رول آج بھی ادا ہو تو پیغمبرانہ سنت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب پیدا ہوئے چھوٹے بچے ہیں۔ آپ کے والد گرامی بھی تھے ان کے والد کا نام موسیٰ بن عمران آپ کی والدہ بھی تھیں۔ والدہ کا نام یوحبط ہے۔ انہیں خطرہ ہوا کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام کو مروادے گا۔ اللہ رب العزت نے ایڈریس باپ کو نہیں کیا حضرت یوحبط موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو کیا وہ القاء والد کو بھی ہوسکتا تھا مگر والدہ کو کہا ہے گویا والدہ کے رول کو پرموٹ کیا۔

ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو پیغام بھیجا کہ دودھ پلاتی رہیں، گھبرائیں نہیں جب آپ کو خطرہ محسوس ہو تو صندوق میں ڈال کر دریا میں ڈال دینا۔ گھبرانا نہیں۔ یہاں تین خواتین کا ذکر کیا اور کسی کا ذکر نہیں پہلا رول موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا۔ دوسرا رول فرعون کی زوجہ حضرت آسیہ بنت مزاحم کا ہے جب صندوق محل کے قریب پہنچا یہاں حضرت آسیہ کی بات کو قرآن کی آیت بنایا۔ فرعون کی زوجہ آسیہ نے کہا: لگتا ہے کہ اس صندوق کے اندر جو کچھ ہے وہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائے گا۔

دراصل یہاں عورت کے رول کو نمایاں کرکے بیان کیا جارہا ہے۔ بیٹا گود میں اور خاتون کہہ رہی ہے شاید ہمیں اس سے فائدہ پہنچے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں۔ اسی مقام پر تیسرا رول موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا ہے۔ ان کا نام حضرت مریم تھا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ نہیں۔

قرآن نے عورت کے رول کو کتنی اہمیت دی ہے۔

پھر حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر ہے جب موسیٰ علیہ السلام کچھ عرصہ پناہ لینے کے لیے مصر گئے وہاں بھی دو خواتین کا ذکر آیا ہے۔ شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں پانی بھرنے کے لیے کھڑی تھیں جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ پانی کیوں نہیں بھرتی تو وہاں ان کے وقار کا ذکر ہے۔ انہوں نے کہا کہ مردوں کا ہجوم ہے ہم اس ہجوم میں نہیں آتیں جب مرد پانی بھر کر فارغ ہوجائیں گے تو پھر ہم پانی بھرلیں گے پھر موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پانی بھر کردیا۔ وہ عورتیں موسیٰ علیہ السلام کو پناہ کی جگہ پر لے گئیں پناہ دلوائیں پھر ان کا زیرک ہونا کہ انہوں نے اپنے والد سے ذکر کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے رویے سے دیکھ کر لگتا ہے۔ وہ بہت پرہیزگار اور نیک و صالح انسان ہے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے ان کے والد تو نہیں تھے تو سارا رول ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کا ہے۔ اس میں بھی خواتین کا مقام نمایاں کیا جارہا ہے۔

قرآن مجید کی 114 سورتیں ہیں جس میں 2 سورتیں خاتون کے نام پر ہیں۔ سورۃ النساء اور سورۃ مریم باقی 112 سورتوں میں سے ایک سورت بھی مرد کے نام پر نہیں۔

کوئی سورۃ النساء کے ساتھ الرجال کے نام پر نہیں ہے۔ سورۃ انبیاء ہے۔ پیغمبر کو Exclude کر دیا ہے۔ آل عمران فیملی کو کہتے ہیں اس میں بیٹے، بیٹیاں سب شامل ہیں۔

دراصل اس معاشرہ میں قرآن نازل ہورہا ہے جہاں عورت کا کوئی مقام نہیں تھا۔ بچی کو پیدا ہوتے ہی دفن کر دیتے۔ عورت وراثت کا مال تھی۔ اس کے حقوق نہیں تھے۔ وہ انسان تصور نہیں کی جاتی تھی۔ ایسی سوسائٹی تھی جہاں ضرورت تھی کہ اللہ رب العزت جو وحی اتاریں اس میں عورت کے مقام کو مرکوز کریں تاکہ سوسائٹی کا مائنڈ سیٹ بدل جائے۔ ان کے سوچ کی روایات تبدیل ہوجائیں۔

اللہ نے عورت کو اپنے رول ادا کرنے میں برابری دی ہے۔ شیخ الاسلام نے تسلسل کے ساتھ اس فکر کا پرچار کیا ہے۔ قرآن مجید نے نہ صرف مشترکہ شمولیت کی بات کی ہے بلکہ برابری تخلیقی وحدت کی صورت میں بھی بیان کی ہے۔ تخلیقی وحدت میں برابری ہے۔ بننے کے اعتبار سے دونوں ایک وحدت سے نکلے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ان رول برابر بنایا ہے۔

لہذا سوسائٹی کو عورت کے لیے ایسے مواقع پیدا کرنے چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے جو تخلیقی خوبی عورت میں رکھی ہے اس کو استعمال کرکے سوسائٹی کو بہتر بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرسکیں۔ اس کے برعکس خواتین کو گھریلو کام کاج، بچوں کی دیکھ بھال کے لیے سمجھا جاتا ہے۔ قرآن و حدیث نے عورت کے فرائض و واجبات میں یہ چیزیں کہیں بیان نہیں کیں۔ عورت اگر یہ کام کرتی ہے تو مرد پر احسان کرتی ہے۔ یہ عورت کی شرعی ذمہ داریوں میں سے نہیں ہے۔

اس لیے کہ حضور علیہ السلام ازواج کے ساتھ گھریلو کام کاج میں ہاتھ بٹاتے تھے یہ بتانے کے لیے یہ جو کررہی ہیں احسان کررہی ہیں۔ میں اس میں شریک ہورہا ہوں۔

لہذا عورت کے پاس مساوی مواقع ہونے چاہئیں یورپ میں ہر جگہ ریسپشنسٹ عورت ہے کیونکہ وہ ڈیل مرد کے مقابلہ میں زیادہ بہتر طریقے سے کرتی ہے جہاں خواتین کو مواقع میسر آتے ہیں وہ اپنی صلاحیتوں کا لوہا منواتی ہیں۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا.

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، اور مومن مَرد اور مومن عورتیں، اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، اور صدق والے مرد اور صدق والی عورتیں، اور صبر والے مرد اور صبر والی عورتیں، اور عاجزی والے مرد اور عاجزی والی عورتیں، اور صدقہ و خیرات کرنے والے مرد اور صدقہ و خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ نے اِن سب کے لیے بخشش اورعظیم اجر تیار فرما رکھا ہے''۔ (الاحزاب، ۳۳:۳۵)

سارے رول کو ایک آیت میں اکٹھے کر دیئے ہیں۔ پوری آیت میں میل اور فی میل کے رول کو جوڑے کے طور پر بیان کیا ہے۔ یہ متعین کرتا ہے کہ عورت پر ذمہ داریاں کیسی ہیں؟ کس طرح اللہ اور رسول ﷺ چاہتے ہیں کہ وہ معاشرے میں اپنا اہم کردار ادا کریں۔ جب وحی اترتی لامحالہ سفر کے علاوہ آپ ﷺ گھر میں ہی تشریف فرما ہوتے۔ جس کا بھی گھر ہو خواہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا گھر ہے خواہ حضرت حفصہؓ جن کا بھی گھر ہو۔ مگر کس طرح سے خواتین کے مقام کو نمایاں کیا جارہا ہے۔

تم ان آیات کو سنت وحکمت کو جو تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہیں ان کو یاد رکھا کرو۔ وحی اترتی ہے حضور علیہ السلام پر مگر ذکر کیا جارہا ہے۔ ازواج کا جو تمہارے گھر میں پیغام آئے ہیں۔ اس کو یاد کرو۔ ازواج کے مقام کو اہمیت دی جارہی ہے۔ دین اسلام کے احکام پر عمل درآمد کے لیے فرمایا:

کنتم خیر امة تم سب مرد یا عورتیں اچھی امت ہو نیکی کا حکم دینا، نیکی کو فروغ دینا، امت کی جتنی فضیلتیں بیان کی اس میں مرد اور عورتیں برابری کے ساتھ شامل ہیں۔ امت

صرف مردوں کی نہیں، امت عورتوں کی بھی ہے یومنون باللہ تم ایمان لانے والے ہو۔ ایمان جس طرح مردوں پر فرض ہے اس طرح عورتوں پر بھی ہے۔

سوسائٹی باہمی تعاون سے چلتی ہے۔ اس میں مرد اور عورتیں باہمی تعاون کے ساتھ اس امت کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ اس لیے جو پہلی شہادت اسلام میں ہوئی ہے وہ حضرت سمیہؓ کی ہے۔ جب حضور علیہ السلام مکہ میں تھے مدینے سے جو وفد آیا جن کو ٹریز بنا کر بھیجا اور امن کی تعلیم دی تاکہ وہ مدینہ میں اسلام کے لیے فضا ہموار کریں۔ اس وفد میں بھی خواتین شامل تھیں جو آپ ﷺ سے بیعت کر کے تعلیم لے کر گئیں۔ جب جہاد ہوتے اس میں خواتین شریک ہوتیں۔ مسجد نبوی وہ سوشل، پولیٹیکل کلچر، ڈیفنس کی اکٹوئی کا سنٹر بھی تھا۔ مسجد ہیڈ کوارٹر تھی اور رات دن خواتین کے لیے دروازہ کھلا رہتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار کوئی بھی کسی بھی خاتون کو میرے اس مرکز پر آنے سے منع نہ کرے۔

حضور علیہ السلام تعلیم دیتے تو صحابہ کے ساتھ صحابیات مل کر بیٹھی ہوتیں۔ نماز پڑھتے تو خواتین شریک ہوئیں۔ چھوٹے بچے پیچھے بیٹھے ہوتے۔ کسی بچے کے رونے کی آواز آتی تو حضور علیہ السلام نماز مختصر کر دیتے۔ اس کے رونے سے اس کی ماں کا دل دکھ رہا ہوگا۔ میں نماز مختصر کروں تاکہ بچے کو گود میں اٹھالے۔ جہاد پر خواتین جاتیں۔ سیکیورٹی کی ڈیوٹی دیتی۔ مریضوں کی تیمارداری کرتیں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔ حنین اور احد میں خواتین حضور علیہ السلام کا دفاع کر رہی تھیں پھر تعلیم کے اعتبار سے بھی اپنا کردار ادا کرتیں۔ جب حدیث امت کو پہنچائیں تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے 2200 سے زیادہ احادیث امت کو پہنچائیں۔ سو صحابہ کے قریب آپ کے شاگرد ہیں۔ حضرت ام سلمیٰؓ، حضرت حفصہؓ حضرت میمونہؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت سودہؓ سات سو سے زائد صحابیات ہیں۔ جنھوں نے علم کو امت تک پہنچایا۔

بخاری و مسلم سمیت کتابیں ہیں پھر تابعین میں عمرہ بنت عبدالرحمٰن ام علی تقیہ محمد زینب، خلدیہ بنت جعفر ایسے محدثات ہیں امام عسقلانی کہتے ہیں۔ امام بخاری کی اسانید میں سے کچھ شیخ خواتین ہیں۔ صحیح مسلم کی سند میں سے کچھ شیخ خواتین ہیں ابوداؤد اور ترمذی میں خاتون شیخ سے سندیں لی ہیں۔ حضرت نفیسہ مصر میں محدثہ تھیں۔ امام شافعی دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کا درس حدیث سن کر نوٹس لیتے تھے۔ بڑی بڑی خواتین علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرتی تھیں۔ ہزاروں مرد، علماء، فقہاء کئی محدث خواتین کی مجالس میں شریک ہو کر علم لیتے۔

80 خواتین ابن عساکر کی استاذ ہیں ان سے یونیورسٹیاں آباد تھیں۔ اسلام اس طریق سے پھیلا جب حضور علیہ السلام نے مدینہ میں تعلیم کا نظام واضح کیا تو لکھنے، پڑھنے کے لیے اساتذہ مقرر کیے۔ امام بلازی لکھتے ہیں۔ 50% میل تھے جن کو پڑھانے اور لکھانے کا بندوبست کیا تھا۔ 50 فیصد عورتیں تھیں۔ اسلام کی تاریخ برابری کے تصور سے شروع ہوئی۔ خواتین کے حلقات تھے وہ اسلام کے کلچر کو عام کرتیں، روحانیت، سائنسی علم کو فروغ دینے میں برابر حصہ لیتی رہیں اور ذمہ داریاں حضور علیہ السلام نے مقرر کی تھیں۔

میل آفیسرز دیئے۔ خواتین ان کی انچارج تھیں۔

سیدنا فاروق اعظم کے دور میں خواتین پارلیمنٹ کی ممبر تھیں۔ سیدنا عمرؓ ایک Legistation لانے لگے کہ مہر کو متعین کر دیتے ہیں تو خاتون ممبر پارلیمنٹ صحابیہ کھڑی ہوگئیں۔ اے امیر المومنین قرآن نے مہر کی حدود متعین نہیں کی آپ کون ہوتے ہیں حدود مقرر کرنے والے۔ حضرت عمرؓ یہ کہتے ہوئے اپنا بل واپس لے لیا مرد نے خطا کھائی اور عورت صحیح نتیجہ پر پہنچی۔ امریکہ میں پچھلی صدی میں عورت کو ووٹ کا حق ملا ہے۔ امریکہ میں عورتوں نے جنگ لڑ کر اپنے حقوق منوائے ہیں۔

مغربی دنیا جو اسلام کو طعنہ دیتے ہیں۔ انہوں نے پچھلی صدی میں عورت کو ووٹ کا حق دیا ہے۔ 14 سو سال قبل عورت حضور علیہ السلام کی پارلیمنٹ کی ممبر تھیں۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ آج خواتین وہی تاریخی کردار ادا کریں تاکہ مائیں، بہنیں، بیٹیاں اس فکر کو فروغ دینے میں اور ملک کو دہشت گردی سے بچانے میں اور اگلی نسلوں کو سنوارنے میں پہلے سے بھی بہتر کردار ادا کرسکیں۔

☆☆☆☆☆

بیداریٔ شعور کیلئے این جی اوز موثر کردار ادا کرسکتی ہیں

ہمارے معاشرے میں پڑھی لکھی اور ان پڑھ خواتین دونوں مسائل کا شکار ہیں

خواتین کو تحفظ دینے کیلئے قانون سازی ہوئی، موثر نفاذ کی ضرورت ہے

بشریٰ قمر، ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، ممبر پنجاب بار کونسل

اسلامی جمہوریہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ یہ ایسا ملک ہے جس کی بنیادیں اسلامی اصولوں پر استوار ہیں۔ اسلام نہ صرف مکمل دین بلکہ کامل ضابطہ حیات ہے۔ بلکہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو عورت کے حقوق، عزت و احترام اور برابری کو بیان کرتا ہے۔ سورہ نساء، سورہ مائدہ اور سورہ الاحزاب میں عورت کے عزت و مقام کا بیان ملتا ہے۔ نہ صرف قرآن پاک بلکہ نبی آخرالزماں ﷺ کی عملی زندگی سے اس کی واضح مثالیں ملتی ہیں۔ جس کی واضح مثال آپ ﷺ کی رضاعی ماں کی آپ ﷺ سے ملنے کیلئے مدینہ منورہ تشریف آوری ہے۔ جب حضرت حلیمہ سعدیہؓ تشریف لائیں تو نبی کریم ﷺ نہ صرف اپنی رضاعی والدہ کی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے بلکہ اپنی چادر مبارک بچھا کر احترام کے ساتھ ان کو بٹھایا۔ روز اول سے ہی عورت معاشرے کا اہم اہم رکن ہے۔ خواہ وہ حضرت اماں حواؑ ہوں، حضرت ہاجرہؑ ہوں، حضرت سائرہؑ ہوں، حضرت مریمؑ ہوں، حضرت عائشہؓ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہوں، حضرت حفصہؓ ہوں، حضرت حسنین کریمین کی والدہ سردارِ جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ بنت محمدؐ ہوں۔

عالم اسلام کی پہلی شہید دختر حضرت سمیعہؓ ہیں، اسی طرح تحریک آزادی پاکستان کی روحِ رواں ہمیشہ قائداعظم جناب محترمہ فاطمہ جناحؒ عورت کا کردار ہمیشہ ملک وقوم اور نئی نسل کی ترقی کا ضامن رہا ہے۔ اسی طرح مغربی معاشرے میں مدر ٹریسا کے رول کو ہم بھلا نہیں سکتے۔

روزمرہ زندگی کو لیں یا کسی مخصوص مکتبہ فکر کی عورت کو لیں یا کسی مخصوص گھرانے کی عورت کی زندگی کا مطالعہ کریں ہم پر عیاں ہوتا ہے کہ صدیوں پرانے ظلم وستم رسم و رواج کی خودساختہ چیزیں آج بنتِ حوا پر ظلم و بربریت کی تلواریں تانے ہوئے ہیں۔ آج اقتدار کے ایوانوں سے لے کر گھر کی چار دیواری تک جنسِ مخالف بنتِ حوا کے حقوق، ان کی ترقی، عزت و آبرو، سلامتی، ترقی کی راہ میں آڑے ہیں۔ اس دلدل سے نکلنے کے لیے بنت حوا تک قرآن وسنت کا پیغام دینا لازمی امر ہے۔ ساتھ ہی ساتھ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان اور خصوصاً بالخصوص تحفظ نسواں کے ہر پہلو کو عام عورت سے روشناس کرانا انتہائی ضروری ہے۔ جنسِ مخالف کی خودساختہ غالب رہنے کی سوچ اور علمی میدان میں پیچھے رہ جانے کی بابت ملکِ پاکستان میں عورت کو وہ حقوق حاصل نہ ہوسکے جو اسلام نے قرآن میں وضع فرمائے ہیں۔

تیزی سے بدلتے ہوئے وقت سے مقابلے کے لیے آج بہت سی NGO's حقوق نسواں کے لیے کام کررہی ہیں۔ اس سلسلے میں 8 مارچ کو خواتین کا عالمی دن منعقد کیا جاتا ہے۔ آگاہی ورکشاپ بھی منعقد بھی کی جاتی ہیں۔ الیکٹرانک، پرنٹ میڈیا بھی حقوق نسواں آگاہی مہم میں بڑھ چڑھ کر اپنا حصہ ڈال رہا ہے۔ 8 مارچ کو سکول کالجز میں تقاریر کے علاوہ مختلف پروگرامز ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ جس کا واحد مقصد حقوق نسواں کی آگاہی ہے۔

حکومت پنجاب بھی حقوق نسواں کی آگاہی مہم میں پیش پیش رہی۔ بنت حوا کے تحفظ کے لیے مارچ 2015ء میں

فیملی قانون میں ترمیم، حقوق نسواں بل سبھی عورت کو تحفظ فراہم کرنے کی مختلف کڑیاں ہیں۔

ہمارے معاشرے میں عورت کے لیے بے شمار معاشرتی مسائل ہیں۔ جس کا شکار صرف ان پڑھ عورتیں ہی نہیں بلکہ پڑھی لکھی خواتین بھی ہیں۔ بہت سارے مظالم وہ صرف اسی لیے برداشت کرتی رہتی ہیں کہ انہیں علم نہیں کہ انصاف کے لیے کس ادارے میں جانا ہے۔ کس عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے۔ اگر انصاف کے حصول کے لیے کوئی ستم رسیدہ خاتون عدالت تک پہنچ بھی جاتی ہے تو اسے عدالتی نظام کی پیچیدگیاں تھکا دیتی ہیں۔ جس کی وجہ سے بہت ساری خواتین مظالم کا شکار ہوتی ہیں اور جنسِ مخالف کی سفاکی بربریت کا شکار بنتی رہتی ہیں۔ مگر عدالت آنے کی بجائے صبر کو ترجیح دیتی ہیں۔

جن چند عورتوں کو علم ہے کہ ان کے حقوق، ان کے مسائل اور ان کا تدارک کیا ہے۔ وہ بھی سسٹم کی خامیوں کی وجہ سے آواز بلند نہیں کرتیں اور اندر ہی اندر کڑھتے کڑھتے نفسیاتی بیماری ڈپریشن کا شکار بن جاتی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیمی نصاب میں خواتین کے احکام (ماں کی عزت، بیٹی ایک رحمت، بیوی ایک راحت وغیرہ) کو اجاگر کرنے کے لیے استحقاق کا اضافہ کیا جائے تاکہ زمانہ بچپن سے ہی عورت کو اپنے مقام و مرتبہ اور حقوق نسواں سے آگاہی حاصل ہو سکے۔ عدالتی کاروائی کا عمل تیز تر اور سہل ہو اور اداروں میں خواتین کے مسائل کو ٹریٹ کرنے والے ملازمین کے لیے سپیشل کورسز کروائے جائیں اور ان کی خصوصاً بالخصوص کردار سازی کی جائے تاکہ ان کو علم ہو کہ ماں، بہن اور بیٹی کو ٹریٹ کیسے کرنا ہے؟

NGO's کو چاہئے کہ صرف شہرت کے حصول کے لیے نہیں بلکہ عملی طور پر کام کریں۔ زیادہ سے زیادہ ورکشاپ منعقد کروائیں اور موثر طریقے سے خواتین میں ان کے حقوق کے حوالے سے شعور پیدا کیا جائے۔

حکومت مرکزی اور ضلعی سطح پر خواتین کے حوالے سے کام کر رہی ہے جس میں کچھ مراکز اور کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک انسداد تشدد مرکز برائے خواتین ہے جس کی ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

۱۔ خواتین کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی کا پولیس کے پاس اندراج کروانا۔ طبی معائنہ کروانا اور شہادتیں اکٹھی کرنا۔

۲۔ متاثر خواتین کو فوری تحفظ فراہم کرنا۔

۳۔ شکایت کی موصولی اور حل کے لیے موثر نظام قائم کرنا۔

۴۔ فریقین کے درمیان مجوزہ ایکٹ کے تحت ثالثی کے ذریعے صلح کروانا۔

خواتین کو حکومت سے متعلقہ تمام تحقیقات میں رہنمائی کے لیے (کمیونٹی سنٹر) کے طور پر عمل کرنا۔

پنجاب حکومت کا تحفظ نسواں ایکٹ 2016ء

(The Punjab Protection of Women Against Violence Act 2016)

حکومت پنجاب نے تشدد کی صورت میں خواتین کے تحفظ کا ایکٹ 2016ء پنجاب اسمبلی میں پیش کیا ہے جسے 24 فروری 2016ء کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ اس بل کا مقصد خواتین کو انصاف کی فراہمی ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ اس بل کے ذریعے خواتین کو مندرجہ ذیل جرائم سے جامع تحفظ دیا گیا ہے۔

☆گھریلو تشدد ☆جذبات اور نفسیاتی بدسلوکی

☆معاشی عدم مساوات ☆ہراساں کرنا

☆سائبر کرائم ☆فیملی کمیٹی تحفظ نسواں

یہ کمیٹی درج ذیل امور کا خیال رکھے گی:

تحفظ کے مراکز، دارالامان اور ٹال فری ہیلپ لائن کی نگرانی کرنا اور ان کی خدمات کو بہتر بنانے کے لیے ضروری اقدامات کرنا۔

خواتین کے تحفظ کے ایکٹ 2016ء کے تحت فریقین کے درمیان ثالثی کر کے جھگڑے نمٹانا۔ ضلع میں دوسرے محکموں اور اداروں سے رابطہ رکھنا تاکہ حفاظتی مراکز خواتین کے تحفظ کے مقصد کو اچھی طرح انجام دیں۔

یہ کچھ اقدامات جو حکومتی سطح پر کیے جا رہے ہیں۔ انفرادی طور پر بھی اس چیز کی ضرورت ہے کہ خواتین خود قانونی لحاظ سے باشعور ہوں اور انہیں ہر ظلم و زیادتی اور لاقانونیت کا پتہ ہو تاکہ وہ کسی اور کہ محتاج ہونے کی بجائے اپنے لیے خود آواز بلند کریں اور معاشرے کا ایک مستحکم اور فعال رکن بن کر ملکی اور معاشرتی ترقی میں اہم کردار ادا کریں۔☆☆☆☆

مرد کو اللہ نے عورت کا قوام مقرر کیا

بیروزگار مرد عورت کو معاون سمجھنے کی بجائے اس پر غاصبانہ تسلط جماتا ہے

آج کی عورت پرعزم، پراعتماد اور اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ ہے

ڈاکٹر نورین روبی (اسسٹنٹ پروفیسر اردو)

حقوق نسواں کا عالمی دن منانے کا مقصد پوری دنیا کی عورتوں میں اپنے جائز حقوق کے حصول کا شعور بیدار کرتا ہے۔ خواتین بھی مردوں کی طرح بنیادی حقوق کی حق دار ہیں۔ معاشرے میں عضوِ معطل کی بجائے عورت بھی کارآمد اور فعال رکن ہے۔ شروع سے لے کر اب تک عورتوں کو ووٹ کاسٹ کرنے کا حقدار قرار دینے سے لے کر جائے ملازمت پر مردوں کے مساوی تنخواہ کے حصول تک کے لیے چلائی گئی تحریکیں تمام دنیا میں اپنے جغرافیائی ماحول، سماجی و ثقافتی پس منظر کی روشنی میں پروان چڑھی ہیں۔ اہل مغرب سے قطع نظر جب ہم برصغیر خصوصاً پاکستانی معاشرے میں اس تحریک کا جائزہ لیتے ہیں تو سیاسی، سماجی اور ادبی سطح پر خواتین کے مسائل اجاگر کیے گئے ہیں۔

ہمارا معاشرہ چونکہ مردانہ حاکمیت کا معاشرہ ہے۔ یہاں عورتوں کو مردوں کی نسبت کم مواقع ملتے ہیں۔ جہاں وہ اپنی صلاحیتوں کا لوہا منواسکیں۔ اگرچہ آج کل خواتین تمام شعبہ ہائے زندگی میں اپنی خدمات پیش کررہی ہیں لیکن اسے گھر کی چار دیواری سے لے کر جائے ملازمت تک بہت سے مسائل کا سامنا ہے۔ ابتدائی سطح پر ہمارے ہاں لڑکیوں کے لیے تعلیم کا حصول ایک جہاد سے کم نہ تھا۔ ابتدائی و ثانوی سطح پر حصول تعلیم کو معاشرے میں قبولیت عام تو حاصل ہوگئی لیکن اعلیٰ سطح کی تعلیم خواتین پر متروک سمجھی جاتی تھی۔ اس کے برعکس لڑکوں کو اس کے بھرپور مواقع حاصل تھے۔ نفسیاتی سطح پر دیکھا جائے تو جو چیز دباؤ کا شکار ہوتی ہے اس کا ردعمل بھی اتنا ہی شدید ابھرتا ہے۔ یہ اسی سماجی دباؤ کا نتیجہ ہے کہ ہمارے ہاں پڑھی لکھی لڑکیوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

پاکستان میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیے اتنی آواز اٹھائی گئی کہ اب پڑھی لکھی لڑکی اسٹیٹس سمبل بن گئی ہے۔ لاشعوری طور پر خواتین نے کمتر سمجھے جانے کا ردعمل اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا کر کیا ہے۔ مرد چونکہ خود کفیل ہیں اور عورت دست نگر، اس لیے مردوں کی برتری اور رعونت کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ درحقیقت یہ اس احساس تفاخر کا نتیجہ ہے کہ جس میدان کا وہ تنہا کھلاڑی تھا اس کے مدمقابل عورت نے اسے بری طرح پچھاڑنا شروع کردیا ہے۔ کچھ ریاستی اداروں کی ترجیحات اور لڑکوں کی تعلیم میں عدم دلچسپی کا نتیجہ یہ نکلا تعلیم یافتہ خواتین کی نسبت کم پڑھے لکھے مردوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا اور یہ گراف دن بدن بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اس افراط و تفریط کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ تعلیم یافتہ خواتین کی شادیاں کم پڑھے لکھے مردوں سے ہونے کے نتیجے میں عدم تعاون اور عدم موافقت کے امکانات بڑھنے لگے۔

سماجی تبدیلی کا اندازہ اس خوفناک حقیقت سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ رشتہ طے کرتے وقت جہاں لڑکوں کی ملازمت اور معاشی حیثیت دیکھی جاتی تھی اب لڑکیوں کی تنخواہ اور عہدہ پوچھا جاتا ہے۔ مرد کو عورت کا قوام مقرر کرکے اللہ تعالیٰ نے اس کے سر پر برتری کا تاج پہنچایا تھا۔ لیکن بیروزگاری اور فکرِ معاش میں عدم دلچسپی کے باعث مرد احساس کمتری کے بوجھ تلے دبتے جارہے ہیں اور کمتری کی کیفیت کو بے جا احساس برتری کے لبادے میں

اوڑھ رہے ہیں۔ اس کے برعکس موجودہ دور میں تقریباً ہر طبقہ کی عورت معاشی سطح پر کافی حد تک خودمختار ہو چکی ہے اور اپنی نا آسودہ خواہشات اور تمناؤں کو روپے پیسے کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کاوش کررہی ہے۔ اس کی زندہ مثال شاپنگ سنٹرز اور بازاروں میں لباس اور دیگر لوازمات کی بے جا خرید وفروخت ہے۔

لہٰذا ان پڑھ اور بے روزگار مردوں کی بہت بڑی تعداد خواتین کو معاون سمجھنے کی بجائے غاصبانہ تسلط جمارہی ہے۔ فکر انگیز بات یہ ہے کہ گذشتہ دہائیوں کا سفر مرد کے استحصالی رویوں کے خلاف آواز بلند کرنے میں گذرا ہے جبکہ موجودہ صورتحال میں خواتین مضبوط قوت بن کر ابھر رہی ہے اور بعض صورتوں میں ماں، بہن، بیوی، بیٹی، ساتھی ورکر، طالبہ اور کلاس فیلوز کی شکل میں دوسری عورت کا استحصال کرتی دکھائی دے رہی ہے اور بعض انتہائی صورتوں میں خاندانوں کی تباہی کا سبب بھی بن رہی ہے۔ عورت کا یہ انتقامی رویہ دوسری عورت کے ساتھ ویسا ہی دکھائی دے رہا ہے جیسا گذشتہ دور میں مرد کا عورت کے ساتھ تھا۔

ہمارے بیشتر ڈراما نگاروں نے مرد کے ظلم وستم، عورتوں کے ساتھ منفی رویوں اور حاکمانہ ذہنیت کی عکاسی کرنے کے ساتھ ساتھ عورت کی بے بسی اور لاچاری کو بھی موضوع بنایا ہے۔ معاشی عدم استحکام اور منفی رویوں کی وجہ سے بعض اوقات مرد محض کٹھ پتلی جبکہ عورت ایک استحصال کنندہ کے طور پر مستحکم نظر آرہی ہے۔ محض اپنی حیثیت کو منوانے کی خاطر وہ تمام سماجی اور اخلاقی رشتوں کو بھی روندتی دکھائی دے رہی ہے۔ اس کے اس منفی رویے کی وجہ سے کئی ہنستے بستے گھر اجڑ رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آج کل شرح طلاق میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے۔ اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو بظاہر حقوق آشنا عورت کامیاب دکھائی دے رہی ہے لیکن حقیقتاً وہ آج کے بیشتر مرد فکر معاش سے آزاد ہیں۔ معاشرہ ان گنت ایسی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔ جہاں پڑھی لکھی لڑکیوں کی بے روزگار اور ان پڑھ مردوں سے شادی کردی جاتی ہے اور اس خاموش مفاہمت کے نتیجے میں عورت نا آسودگی کا شکار ہورہی ہے۔ ایک صحت مند معاشرے کے لیے اچھا خانگی نظام بہت ضروری ہے۔ ایسا اس وقت ہی ممکن ہے جب میاں بیوی میں آسودگی اور ہم آہنگی برقرار ہو۔

جب ہم ادبی سطح پر اور ڈرامہ نگاری کا جائزہ لیتے ہیں تو بہت سے ایسے ڈراما نگار ملتے ہیں جنہوں نے عورتوں کے خلاف مروجہ استحصالی رویے گھٹن، تشدد اور جذباتی عدم توازن کو موضوع بنایا ہے۔ ابتدائی ڈراما نگاروں میں رفاقت لکھنوی، شیخ پیر بخش کانپوری، حکیم حسن مرزا برق، ماسٹر احمد حسین، دادا بھائی رتن جی، احسن لکھنوی، بے تاب بنارسی، آغا حشر اور امتیاز علی تاج کے ہاں ہمیں عورت کی کمتری اور مرد کی برتری، سماجی رسوم و رواج سے بناوٹ، حسد و اقابت جیسے موضوعات ملتے ہیں۔ ہجرت کے دوران ہونے والی خون ریزی، فسادات کی تباہ کاریوں سے کوئی بھی قلمکار متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سے ڈراما نگاروں نے فسادات کی بربریت کو اپنا موضوع بنایا۔ جس میں ہندوستانی تہذیب وتمدن کی عکاسی کرتے ہوئے مرد کی بے جا حاکمیت اور انانیت کی عکاسی کی ہے جو عورت کو مساوی انسان سمجھنے سے قاصر ہے۔ حکم عدولی مزاج نا آشنائی اور رویے کی بدصورتی کی آڑ میں غم و غصے کا نشانہ بناتے ہوئے اس کی عزت نفس کی دھجیاں بکھیرتا دکھائی دیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں عورت کے دل و دماغ میں بغاوت اور نفرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جو انتہائی صورت میں انتقامی رویے کی شکل اختیار کرلیتے ہیں۔

اشفاق احمد اور بانو قدسیہ نے اپنے ڈراموں میں خانگی تشدد کی مختلف صورتیں نمایاں کی ہیں۔

دور حاضر میں ٹی وی چینلز کی بھرمار کی وجہ سے اب ڈرامہ نگاری کے موضوعات میں بھی تنوع آگیا ہے۔ اس امر میں کوئی شک نہیں کہ عورت ہمیشہ استحصالی رویے کا شکار رہی ہے اور اس کو مختلف صورتوں میں معاشرے کا ناسور بھی کہا گیا ہے۔ مگر جدید دور میں عورت کی حیثیت میں تیزی سے تبدیلی آرہی ہے وہ اگر اعتدال کی راہ پر نہ رہی تو معاشرہ مزید تباہی کی طرف جاسکتا ہے۔ اس میں میڈیا کا کردار نہایت اہم ہے۔ میڈیا صرف عورت کے ساتھ استحصالی رویوں کو ہی ڈراموں کا موضوع بنانے کی بجائے ایسے موضوعات کو اجاگر کرے جس میں مرد و عورت دونوں کو اپنے حقوق و فرائض سے آشنائی ہو تاکہ معاشرہ توازن کے ساتھ چل سکے۔ ☆☆☆☆☆

Woice awareness, Woice food bank
Woice women skill development

خواتین کو ہنر مند بنا کر پاؤں پر کھڑا کرنا مشن ہے

منہاج القرآن کے زیر اہتمام ویمن امپاورمنٹ کیلئے Woice کا کردار

woice نے فائزہ کی مدد کی اور اسے پاؤں پر کھڑا کیا

عصر حاضر میں Women Empowerment کا لفظ زدِ عام ہے اس وقت ہمارے معاشرے میں خواتین کی حیثیت کو مستحکم کرنے کے لیے کی جانے والی تمام کاوشوں کے لیے مذکورہ لفظ کا استعمال عام بات ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارا معاشرہ Empowerment کا جو مفہوم منظر عام پر لا رہا ہے اُس سے عورت کی حیثیت میں بہتری کی بجائے تنزلی آ رہی ہے۔ لہذا سب سے پہلے Women Empowerment کے صحیح تصور کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

اسلام نے معاشرے کی بنیاد جن اصولوں پر استوار کی ہے ان میں حقوق و فرائض کا حسین امتزاج پیش کیا۔ مرد اور عورت کے لیے برابر حقوق و فرائض متعین کئے۔ اب دونوں فریق اپنے ذمے کے حقوق ادا کرنے کے پابند ٹھہرے۔ ایک فریق اپنے فرائض کی ادائیگی بجا آوری کا تقاضا اسی وقت کرسکتا ہے اگر وہ اپنے ذمے کے حقوق بھی ادا کر رہا ہے۔ غرض یہ کہ حقوق و فرائض بیک وقت لازم و ملزوم ہیں۔ اگر مرد و عورت اپنے ذمہ کے حقوق اور فرائض احسن طریقے سے انجام دیں تو کوئی بھی معاشرہ بگاڑ کا شکار نہ ہو۔

اسلام نے عورت کو بے شمار حقوق عطا کئے اور عورت کو Empower کیا ہے جو اس سے قبل مذاہب میں عورت کو حاصل نہ تھے۔ مگر عورت اپنے حقوق کا تقاضا تب کرسکتی ہے جب اپنے فرائض کی انجام دہی بھی پوری دیانتداری سے ادا کر رہی ہو۔

یہی وجہ ہے منہاج القرآن معاشرے میں خواتین کی حیثیت اور ان کے حقوق و فرائض کے ادراک کے لیے WOICE کا قیام عمل میں لایا ہے جو خواتین کے سماجی، معاشرتی اور معاشی مسائل کے حل کے لیے عملی اقدامات کر رہی ہے اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے افکار و نظریات کی روشنی میں خواتین کو معاشرے میں فعال کردار ادا کرنے کے قابل بنانے اور خواتین کو حقیقی خود مختاری کی طرف گامزن کرنے کے لیے کوشاں ہے۔

WOICE نے اپنے قیام سے اب تک کے قلیل عرصہ میں درج ذیل منصوبہ جات پہ کام کیا ہے:

i۔ بیداری شعور

ii۔ Charity پراجیکٹس

iii۔ WOICE ہنر گھر

بیداری شعور پراجیکٹ:

معاشرے میں خواتین کی حیثیت اور ان کی حقوق و فرائض کے ادراک کے لیے WOICE کامیابی کے ساتھ اپنے Awareness پراجیکٹ پر کام کر رہی ہے۔

Awareness پراجیکٹ درج جہات پر کام کررہا ہے:

۱۔تعلیمی ۲۔سماجی ۳۔قانونی
۴۔طبی ۵۔اخلاقی

اس پروجیکٹ کے زیر اہتمام خواتین میں اپنے حقوق سے آگاہی اور خود انحصاری پر کام کیا جاتا ہے جس کی چند مثالوں میں ایک مثال ایک ایسی خاتون کی ہے جس نے نامساعد حالات میں Woice کی مدد سے خودانحصاری کا سفر طے کیا۔

انسان کی تخلیق کے ساتھ حقوق کی فراہمی کا سلسلہ بھی شروع کردیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی اسے ایک حق دے دیا اور وہ زندگی کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو زندگی عطا کی اب یہ حق اسے اللہ کی طرف سے دیا گیا کوئی شخص ماسوائے اللہ کے یہ حق اس سے نہیں لے سکتا اگر کوئی ایسا کرے تو وہ جرم کا مرتکب تصور کیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ آغاز انسانیت سے تاحال حقوق و فرائض کی ایک طویل بحث چلی آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو باعث تکریم بنایا تو ہر دوسرے فرد پر لازم ہوگیا کہ وہ بحیثیت انسان دوسرے کی عزت وتکریم کرے یعنی دوسرے کی عزت کرنا اس کا حق تصور کیا جائے گا۔

مختلف معاشروں میں حقوق کی جنگ بھی چلتی رہی ہے مگر ہمارا معاشرہ جن اصولوں پر پروان چڑھا اس میں حقوق کے ساتھ فرائض کو لازم قرار دیا گیا۔ یعنی نظریہ حقوق وفرائض کے تحت معاشرے میں اصول وضوابط متعین کئے گئے۔ اس سلسلہ میں محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی لکھتے ہیں:

جو شے انسان کے فائدہ کے لیے ہوتی ہے وہ حق کہلاتی ہے اور جو اس کے ذمہ عائد ہو اس کا نام ''فرض'' ہے اور یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ اس لیے ہر ایک ''حق'' ایک بلکہ دو''فرض'' کا حامل ہوتا ہے۔ پہلا یہ کہ دوسروں پر اس کا ''حق'' کا احترام فرض۔ دوسرا یہ کہ صاحب حق کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے حق کو امن عام اور جماعتی فلاح کے لیے استعمال کرے۔ (اخلاق و فلسفہ اخلاق، (1984ء)، مکتبہ رحمانیہ لاہور،ص244)

یہ وہ تعریف ہے حق کی جو آج ہمارے معاشرے کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔خصوصاً عورت کے حقوق کے حوالے سے جو ابہام ہمارے معاشرے میں پنپ رہا ہے وہ اس کی درست سمت متعین کرنا بہت ضروری ہے۔ بات صرف نظریہ حقوق کی نہیں بلکہ نظریہ حقوق وفرائض پر مبنی ہونی چاہئے۔ مثلاً عورت کے حقوق ہر ملک وقوم میں موجودہ دور میں متعین ہیں اب ان کے مطالبے کے ساتھ ساتھ عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے ذمے فرائض بھی پوری ایمانداری سے سرانجام دے۔ اگر وہ اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہے مگر اس کے حقوق اسے نہیں مل رہے تو پھر مذہب اسے یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کا بہتر فیصلہ کرسکتی ہے۔ یہ وہ تصور ہے جو آج سمجھنے کی ضرورت ہے۔ بلاشبہ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ آج بھی عورت کے ساتھ استحصالی رویہ موجود ہے خواتین میں دن بدن بڑھتے ذہنی دباؤ کی وجہ یہی استحصالی رویہ ہے۔سسرال کے ظلم و ستم، شوہر کے ناروا سلوک، ایسے سلوک کا شکار ہوکر کئی خواتین اپنی زندگیوں کا خاتمہ کرچکی ہیں۔ بہت کم ہاتھ ایسے ہیں جو ان کی فلاح و بہبود کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔ زیادہ تر کا مقصد اپنا مفاد ہوتا ہے جس کی وجہ سے جو حقوق عورت کو ملنے چاہئے تھے وہ نہیں مل پارہے۔ اس سوچ کے برعکس WOICE نے Intiative لیتے ہوئے ایسی خواتین کی فلاح کا بیڑا اٹھایا جو اپنی نجی زندگی میں مصائب کا شکار ہیں مگر اپنی زندگی کو بامقصد بنانے کی خواہشمند ہوں۔

یہاں ایسی ہی ایک خاتون کی کہانی بیان کی جارہی ہے جو جسے ظلم وستم کے گرداب سے نکال کر معاشرے میں مستحکم مقام دلانے میں WOICE نے اہم کردار ادا کیا۔ اس خاتون کا نام فائزہ ہے۔ فائزہ کی زندگی کو بامقصد بنانا WOICE کی ایک ایسی کامیابی ہے جو قابل تحسین ہے۔ اس خاتون کی کہانی بھی ہے اب معاشرے کا ناسور بن جانے

والے فعل Domestic Violence سے ہی شروع ہوتی ہے۔ شادی کے بندھن میں بندھتے ہی فائزہ کو اپنے شوہر اور ساس جو کہ اس کی سگی پھوپھی تھی کے مظالم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ایک ہی گھر جس کے گراؤنڈ فلور پر فائزہ کے ماں باپ رہائش پذیر تھے۔ اسی گھر کے فرسٹ فلور پر وہ اپنے سسرال کے ظلم کا شکار ہوتی رہی والدین کو بتانے پر بھی اسے صبر کی تلقین ہی ملی اس کا شوہر ایک غیر تعلیم یافتہ نشے کا عادی اور جرائم پیشہ شخص تھا جبکہ وہ خود انگلش لٹریچر میں ماسٹرز تھی۔ اس کے باوجود وہ اپنے ماں باپ کی خاطر اپنی زندگی گزارتی رہی مگر اس کے صبر کا پیمانہ اس وقت لبریز ہوا جب اس کا شوہر آئے روز اسے طلاق دے کر بعد ازاں سب کے سامنے اس کی بات سے انکار کر دیتا۔ فائزہ کے بہت بار بتانے پر بھی اس کے ماں باپ نے اس کی بات کا یقین نہیں کیا تو فائزہ کے پاس سوائے اپنی زندگی کے خاتمہ کے کوئی حل نہ بچا۔

ایسے میں فائزہ کی یہ الم ناک کہانی کسی ذریعے سے WOICE تک پہنچی۔ WOICE تنظیم کیونکہ معاشرے میں خواتین کے حقوق کے استحصال کے خاتمے کی جنگ لڑ رہی ہے اور ہر وہ خاتون جو ظلم کی چکی میں پس رہی ہے اس کا سہارا بننا WOICE کی اولین ترجیح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فائزہ کی مدد کرنے اور اسے اس صورتحال سے نکالنے کے لیے WOICE نے اہم کردار ادا کیا۔ اس ضمن میں سب سے پہلے ماہر نفسیات کے ذریعے دو ماہ تک فائزہ کے سیشن کروائے گئے تاکہ وہ مایوسی سے نکل کر اپنی زندگی کو بامقصد بنائے اور اپنے دو بچوں کی خود کفیل بنے۔

اگرچہ یہ بہت مشکل تھا کہ فائزہ کو اس ماحول سے نکالا جاتا مگر WOICE نے دو مہینے کی محنت سے یہ کر دکھایا اور فائزہ اپنے بچوں کو لے کر دارالامان پہنچ گئی۔ اس صورتحال میں اب اگر دیگر NGO's کی طرح WOICE تنظیم چاہتی تو میڈیا پر اس کے ساتھ ہونے والے ظلم کو اچھال کر اس کے لیے مزید مشکلات پیدا کرتی یا فائزہ کو آگے کا راستہ دکھاتی اس ضمن میں WOICE نے دوسرا آپشن چنا اور اپنی لیگل ٹیم کے ساتھ نہ صرف فائزہ کو اپنا کیس عدالت میں لے جانے میں معاونت کی بلکہ اس کی جاب کا بندوبست بھی کیا۔ آج فائزہ ایک مشہور ادارے میں بحیثیت ٹریزر اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہے اور اپنے بچوں کو بہتر مستقبل دینے کے لیے کوشاں ہے۔ یوں ایک خاتون کی زندگی کو مایوسی کے اندھیرے سے نکال کر روشنی تک کا سفر طے کروانا بلاشبہ WOICE کی ایک عظیم کامیابی ہے۔

Charity پراجیکٹس:

WOICE Food Bank کے نام سے ایک پراجیکٹ ہے۔ جس کے تحت بیوگان یتیموں اور نادار خواتین کو راشن پیکجز تقسیم کیے جاتے ہیں۔

Woice ہنر گھر:

''میرا ہنر، میری کامیابی''

ا۔ معاشرے کو باہنر، باصلاحیت اور کامیاب خواتین فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ خواتین میں ہنر اور مختلف فنون سیکھنے کے رجحان کو فروغ دینے کے لیے WOICE ہنر گھروں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جس میں مختلف Women Skill development کورسز چلائے جا رہے ہیں۔

بہت سارے اور ادارہ جات بھی ویمن ووکیشنل ٹریننگ پر کام کر رہے ہیں مگر WOICE ہنر گھروں کی انفرادیت یہ ہے کہ ان میں بے سہارا اور ضرورت مند خواتین کو مفت فنی تربیت دی جاتی ہے نہ صرف ٹریننگ بلکہ کورس سیک Planed کے ذریعے اور روزگار فراہم کیے جا رہے ہیں۔ ہر گھر میں کروائے جانے والے کورسز میں سلائی کورس، کمپیوٹر کورس، پروفیشنل کوکنگ کورس اور بیوٹیشن کورس۔

☆☆☆☆☆

آپ کی صحت

عورت معاشرے کا بنیادی ستون

معاشرہ تباہی سے بچنے کیلئے خواتین کی ذہنی صحت پر فوکس کرے

خاندانی نظام کی بقاء کیلئے عورت کا صحت مند ہونا ضروری ہے

انٹرویو: ڈاکٹر عثمان ہتیانی (میو ہسپتال phsychapist)

جدید معاشرے انسانی رویوں کی پیچیدگی نے خود اس کی ذات کو ذہنی دباؤ کا شکار کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرد و زن اس ذہنی دباؤ کا شکار نظر آتے ہیں۔ معاشرے میں دن بدن پرتشدد واقعات کا بڑھتا ہوا رجحان ہمارے سماج کی ذہنی ابتری کو واضح کر رہا ہے۔ عورت خصوصاً دن بدن ذہنی دباؤ کے زیر اثر جا رہی ہے۔ جبکہ خاندانی نظام کی بقاء کے لیے عورت کا ذہنی طور پر صحت مند ہونا بہت ضروری ہے۔ ذہنی طور پر صحت مند ہونا کیوں ضروری ہے؟ اس کے لیے

ذہنی صحت کے حوالے سے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق

It's Biological, Phscychological, spiritual and cultural state.

یعنی ذہنی صحت سے مراد ہے حیاتیاتی، نفسیاتی، روحانی اور ثقافتی سماجی طور پر بہترین حالت ہے۔

There is no health without mental health

یعنی ذہنی طور پر صحت مند ہونے سے مراد وہ بغیر کسی خوف و ڈر کے بغیر کسی External Force سے اپنے Potential کو پانے کا سفر طے کر سکتا ہے۔

عورت کی صحت کا دارومدار درج ذیل 4 عوامل پر ہے:

۱۔ Biological عوامل

۲۔ Phscychological عوامل

۳۔ Spiritual عوامل

۴۔ Cultural عوامل

پاکستان میں بدقسمتی سے جیسے ہی لڑکی پیدا ہوتی ہے وہ Unwanted سمجھی جاتی ہے جیسے ہی پیدا ہوئی ایک غم کی لہر پیدا ہوگئی کہ لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکی ہونے کا اپنا کوئی نقصان نہیں تھا لیکن معاشرے کی سوچ نے اسے ایسا بنا دیا۔ کیا ہمارے ہاں پیدا کرنے والی ماں کی ایسی تربیت ہے کہ وہ اپنی بچی کو منحوس نہ سمجھے۔ اب بحیثیت لڑکی کا منحوس ہونا معاشرے نے مل کر بنا دیا ہے حالانکہ دین اس کی اجازت نہیں دیتا۔ دین مرد کو عورت کے برابر کھڑا کر رہا ہے کوئی ایسا حق نہیں جو دین نے کہا ہو کہ مرد کر سکتا ہے عورت نہیں۔ دین نے مرد و عورت کے لیے تمام مواقع اکٹھے پیدا کئے ہیں۔ اسلام نے اس سوچ کا خاتمہ کیا ہے۔

تاریخ میں دیکھئے حضرت خدیجہؓ تجارت کیا کرتی تھیں۔ حضرت فاطمہؓ تعلیم دیا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے جنگ بھی لڑی۔ حضرت زینبؓ نے پورے کا پورا Historical revival کیا اور اپنے شہدا کا کیس لڑا۔ حضور ﷺ جب جنگ میں تھے ان کی حفاظت پر خواتین مامور ہوتی تھیں۔ عورتیں بہترین جرنیل بھی تھیں کیا ہم نے یہ سب

بتایا لوگوں کو۔ جب ہم دین کی بات کرتے اس میں جو عورت کے rights ہوتے انہیں ہم غضب کر لیتے وراثت کے اختیار نہیں دیئے جاتے۔

قرآن جو کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ متقین کے لیے ہدایت ہے لیکن ہم معاشرے میں اس کتاب کا استعمال عورت کو کنٹرول کرنے کے لیے کرتے ہیں۔

عورت معاشرے کا بنیادی ستون کیوں ہے کیونکہ اس نے نسل نو کی پرورش کرنی ہے۔ اب ایک مغربی سوچ ہے کہ مرد اور عورت برابر ہیں تو یہ اس قسم کی بات ہے کہ کیا اونٹ اور گھوڑا برابر ہیں۔ اب دو قسم کہ جانور ہیں تو کیا کس بنا پر ایک کو دوسرے پر بہتر قرار دیا جاتا ہے۔ کون بہتر ہے اور کون نہیں۔ تربیت کے لیے بہتر انسان کو چنا جائے گا ایک گن مین اچھا چوکیدار ہو سکتا ہے لیکن اگر گھر کے لیے ایک اچھے Trainer کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ کام چوکیدار نہیں کر سکتا۔

عورت گھر کے نظام میں، بچوں کی تعلیم و تربیت میں آدمی سے بہتر Act کرسکتی ہے۔ اکثر کر بھی رہی ہوتی ہے۔

پاکستانی معاشرے میں مرد کا کام صرف کمانا ہے اور جدید دور میں عورت نے گھر سے باہر جا کر کام بھی کرنا ہے، گھر کے کام اور بچوں کی تربیت اور تعلیم کے لیے بھی عورت ہی ذمہ دار ہے اور اگر کوئی کمی رہ جائے تو الزام بھی عورت کو ہی کیا جاتا ہے کہ عورت نے ہی بچوں کو خراب کیا ہے۔

آج کل پاکستانی عورت ہر شعبے میں آگے بڑھ چکی ہے۔ Medical میں 20/30 کی Ratio ہے۔ کھیلوں میں آگے نکل چکی ہیں ہم لوگوں نے ایک سوچ دے دی کہ عورت کمزور ہے۔ اب وہ کیسے کمزور ہے؟ کیا ہم نے اس سے دوڑ لگوائی ہے اور اگر معاملہ عقل کا ہے تو عقل میں تو دونوں برابر ہیں تو دونوں کے پاس Equal oppertunity ہونی چاہئے۔

ہمارے ہاں عورت کو مواقع کم میسر آتے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو نکھار سکے اب یہ فرق بھی ختم ہو رہا ہے۔

اب گھر میں موبائل، کمپیوٹر ہر چیز موجود ہے ہر دماغ کے پاس مواقع آتے رہے ہیں چاہے اب آپ اسے موقع دیں یا نہ دیں اس کا ذہن نشوونما پا رہا ہے۔

خواتین کے ذہن پہ کون سے عناصر کا سب سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ بحثیت عورت آپ کے دماغ پہ کون سی چیز اثر انداز ہو رہی ہیں انہیں پانچ چیزوں میں دیکھ لیتے سب سے پہلے خوراک اور یہ جو خوراک ہے وہ جسمانی نہیں روحانی بھی ہے۔ کلچر میں اس کا مقام کون سا ہے اسلام نے عورت کی غلامی ختم کی تو ہم نے اور طرح کی غلامی پیدا کر لی۔ اسلام نے مساوات دی ہم نے اپنے طبقات پیدا کیے ہوتے ہیں۔ ذہنی صحت میں سب سے اہم مساوی حقوق کا ہونا ہے۔ خوراک دونوں کو مل جاتی، مواقع بھی مل جاتے لیکن مساوی حقوق میں مسئلہ یہ کہ عورت کو برابر سمجھیں اور انہیں حق دیں بھی۔ سائنس نے یہ ثابت کیا ہے برابر مواقع ملنے پہ اگر کوئی پیچھے رہ بھی جائے تو غم اور غصہ نہیں ہوتا کیونکہ اگر برابر مواقع نہ ملیں تب غصہ آتا ہے۔ یہ صرف عورتوں کے لیے نہیں اکثر اقلیتوں کے لیے بھی ہے۔

خواتین میں ذہنی شعور کی ضرورت کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ

شعور کو ایک Activation ضرور چاہیے ہوتی ہے ہمارے دماغ کو ایک Motivation ضرور چاہئے ہوتی۔ حوصلہ افزائی کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ خواتین زیادہ حساس طبیعت کی مالک ہوتی ہیں۔ ان کے شعور میں تغیر و تبدل رونما ہوتا رہتا ہے۔

مساوی حقوق کی بات کریں تو دور جانے کی ضرورت نہیں جو قرآن میں لکھا وہی مساوی حقوق ہے۔ جیسے کہ زیادہ فضیلت والے لوگ وہ ہیں جو تقویٰ میں افضل ہیں۔ تقویٰ سے کیا مراد ہے ایک مطلب Self Discipline بھی ہے۔ چھوٹا level یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرنے کے لیے برائی سے بچ

رہے ہیں دوسرا یہ کہ آپ نے بچنے کے لیے کیا کام کیا۔ بچنا ہے تو پہلے سے سوچیں گے نہ کہ کون کون سے خطرے ہیں جن سے بچنا ہے۔ جیسے قرآن کہتا ہے کہ ہر ذی شعور کو مرتے دم تک تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔ ہم نے تو تعلیم پہ حد لگائی ہوئی کہ اتنی تعلیم کافی ہے جبکہ علم تو مومن کی میراث ہے جہاں سے ملے لے لیں۔ اس بنیادی قانون کو ہم Follow نہیں کر رہے تعلیم سے ہاتھ نہیں روکنا چاہیے عورت کو پورا حق حاصل ہونا چاہیے کہ تعلیم سے ہی شعور بیدار ہوگا۔ اکثر لوگ پڑھائی رکوادیتے ہیں میں نے ایک ماہر نفسیات کے طور پر یہ محسوس کیا ہے۔

جبکہ حضور ﷺ نے کتنی تلقین کی کہ اگر آپ 3 بیٹیاں پالتے ہیں تو آپ جنت میں ہیں یہ نہیں کہا کہ تین لڑکوں کو پالا تو جنت ملے گی۔ وہ جانتے تھے کہ ہمارے اندر کہیں نہ کہیں یہ سوچ پائی جاتی ہے کہ عورت کمزور چیز ہے اس نے دوسرے گھر چلے جانا ہے۔ یورپ میں ایسا نہیں سمجھا جاتا کیونکہ وہاں ان کی سیکیورٹی کا بھی انتظام ہے پڑھائی کا بھی انتظام ہے۔

ہمارے ہاں خواتین کو ایک بوجھ کی طرح ڈیل کیا جاتا ہے مثلاً اگر لڑکے سے پوچھا جائے تو وہ بہن کو ایک ڈیوٹی سمجھ کر ڈیل کرتا اسی طرح اکثر والد بھی ایسا ہی کرتے جس سے وہ بیٹیوں کو بوجھ تصور کرنے لگتے۔ ہمارے ہاں لوگ ٹریننگ پر توجہ ہی نہیں دیتے۔

وجہ یہ ہے کہ ہمارے میڈیا چینلز نے بھی کبھی عورت کی ذہنی صحت یا شعور کے حوالے سے اقدامات زیادہ نہیں کیے نہ کسی نے Mental health پہ کوئی Focused پروگرام کیا۔ health based کوٹا بھی بہت کم گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہوتا۔ ہمیں احساس ہی نہیں کہ ذہنی صحت کتنی اہم ہے اگر پتہ ہوتا تو ہمارا معاشرہ یہاں تھوڑی ہوتے جہاں آج کھڑا ہے۔

اس تناظر میں شعور کے لیے کون سے اقدامات کی ضرورت ہے؟

اب شعور کہاں سے آئے۔ اس کے لیے بہت سارے ذرائع ہیں مثلاً ٹی وی چینلز، انٹرنیٹ، چھوٹے بچوں کے سلیبس کا حصہ، بڑوں کے سلیبس کا حصہ، ٹریننگ ورکشاپس وہ تمام ذرائع جو کسی بھی Awareness پراجیکٹ کے لیے استعمال ہوتے ہیں وہ ادھر بھی ہوسکتے ہیں، خواتین کے جو گروپس بنے ہوتے ہیں کوئی بھی Initiative لے لے سوسائٹی پہ انحصار ہونے کی بجائے جو کوئی بھی کچھ کرنا چاہتا ہے وہ خود انحصار ہو۔

خواتین کو کسی کام پر لگادیں وہ پورا کرکے رکتی ہیں۔ اگر انہیں کام نہیں کرنے دیں گے تو وہ اپنی صلاحیتیں ڈرامے دیکھنے یا وغیرہ میں ضائع کردیتی ہیں۔

انسان کا بنیادی مقصد حیات کیا ہے؟ مقصد حیات تو بنانا پڑتا ہے۔ لہٰذا اپنی صلاحیت کو پہچانیں پھر اسے پڑھائیں پڑھا کر اس سے کام لیں اور اسے پھیلائیں۔

خواتین کی صحت کے حوالے سے اپنے پیغام میں ڈاکٹر عثمان نے کہا کہ

ہر انسان کے اندر ایک بنیادی صلاحیت ہیں اپنے آپ کو سمجھنے، پہچاننے اور کامیاب کرنے کی۔ یہ صلاحیت پیدا کرنے کی ضرورت نہیں ہے صرف Activate کرنے کی ضرورت ہے۔ 50% خواتین ہیں اگر وہ آپس میں یہ طے کرلیتی ہیں کہ ہم مضبوط ہیں ہم ایک دوسرے کا حق نہیں مارنے دیں گی، ساس بہو کا تحفظ کرے، بہن دوسری بہن کا تحفظ کرے، ماں بیٹی کا تحفظ کرے، بیٹی ماں کا تحفظ کرے تو یہ بہت بڑی فورس تیار ہوجاتی ہے۔

لہٰذا معاشرہ میں اگر تباہی سے بچنا چاہتا ہے تو اسے خواتین کی ذہنی صحت پر فوکس کرنا ہوگا۔ حقوق اسے بحیثیت مرد معاشرہ ملنے چاہیں ان کے ساتھ ذہنی مطابقت پیدا کرکے قابل عمل بنانا ہوگا تب ہی معاشرہ صحیح طور پر آگے بڑھ سکے گا۔ ☆☆☆☆☆

ویمن امپاورمنٹ کیلئے Woice کا کردار قابل تقلید ہے

Woice کی کارکردگی کے حوالے سے مختلف شعبہ جات کی ممتاز خواتین کے تاثرات

عروج آصف، جہاں آراء وٹو، پروفیسر جاوید چودھری، شبنم مجید و دیگر کا اظہار خیال

روبینہ عباس

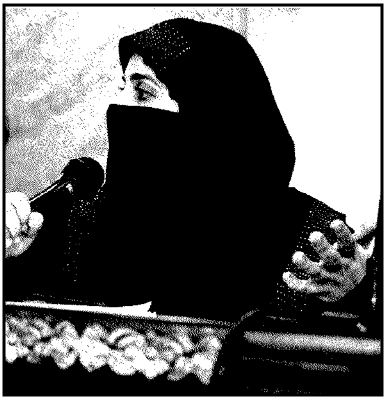

فرح ناز (مرکزی صدر منہاج القرآن ویمن لیگ)

خواتین کی تعلیم و بہبود پر خرچ کرنا حکومتوں کی اولین ترجیح ہونا چاہئے

خواتین کے احترام کے اعتراف کا بہترین طریقہ انہیں تعلیم دینا ہے۔ تعلیم دیئے بغیر خواتین کے احترام اور ترقی کی کوئی کوشش ثمر بار نہیں ہوسکتی۔ خواتین تعلیم و بہبود کے لیے خرچ کرنا حکومتوں کی اولین ترجیح ہونا چاہئے۔ پاکستان میں امن، ترقی اور خوشحالی خواتین کی فلاح بہبود اور تعلیم و تربیت پر انویسٹ کرنے سے ممکن ہوسکتی ہے۔

جہاں آراء وٹو (سیاسی، سماجی رہنما)

منہاج القرآن نے ہر طبقہ کی فلاح کیلئے کام کیا

ڈاکٹر طاہرالقادری واحد دینی، سیاسی رہنما ہیں جو ہمیشہ ہر طبقہ کے بارے میں سوچتے ہیں، منہاج القرآن کا شعبہ ویمن لیگ ویمن امپاورمنٹ کیلئے قابل فخر کام کررہا ہے، منہاج القرآن کے کردار سے خواتین کے حقوق کی جدوجہد اور موقف کو تقویت مل رہی ہے، ہمارا منہاج القرآن اور ڈاکٹر طاہرالقادری سے ایک خاص تعلق ہے، ہمارے دل میں ان کا بڑا احترام ہے، woice کے انسانیت دوست منصوبوں کے متعلق جان کر بڑی خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے نیک مقصد میں کامیاب و کامران کرے۔

عروج آصف (ٹی وی آرٹسٹ ،اینکر)

Woice حق داروں تک حق پہنچانے کے مشن پر ہے

Woice کی پوری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے، جو حق داروں تک حق پہنچارہی ہے، انسانیت کی خدمت کرنے والے اللہ کے عظیم لوگ ہیں، مجھے خوشی ہے Woice کی

ٹیم رمضان المبارک میں ضرورت مندوں کی مدد کرتی ہے، انہیں راشن دیتی ہے اور بیداریٔ شعور اور ہنر مند پراجیکٹ چلا رہی ہے، یہ انسانیت کی بڑی خدمت ہے، میری دعا ہے کہ جو ٹیم woice کے پراجیکٹ میں کام کر رہی ہیں اللہ ان کی مساعی کو قبول کرے۔

خدیجہ عمر فاروقی (ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب)

پاکستانی سوسائٹی کو woice جیسی غیر سرکاری تنظیموں کی ضرورت ہے

میں اکثر و بیشتر منہاج القرآن ویمن لیگ کے تعلیمی، تربیتی، اصلاحی پروگراموں میں شریک ہوتی رہتی ہوں، مجھے خوشی ہوتی ہے کہ ڈاکٹر طاہرالقادری خواتین کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے وہ کردار ادا کر رہے ہیں جو ماں باپ بھی نہیں کر پاتے، تعلیم ویمن امپاورمنٹ کی پہلی سیڑھی ہے اور مجھے خوشی ہے منہاج القرآن کے سینکڑوں سکول خواتین کو معیاری تعلیم اور تربیت دے رہے ہیں اور دکھی انسانیت کی خدمت کیلئے منہاج القرآن ویمن لیگ کے پراجیکٹ woice کی خدمات اور پروگرام کو سراہتی ہوں پاکستان کی سوسائٹی کو آج ایسی ہی غیر سرکاری، سماجی، فلاحی تنظیموں کی ضرورت ہے جو تکلیف زدہ خواتین کے دکھ بانٹے۔

آمنہ الفت (سابق رکن صوبائی اسمبلی رہنما پاکستان مسلم لیگ)

woice کا منشور وہی ہے جو ریاست مدینہ کا تھا

منہاج القرآن ویمن لیگ کی بیٹیاں پوری قوم کی بیٹیوں کیلئے رول ماڈل ہیں، قومی ثقافت اور اسلامی روایات کی جھلک ان میں نظر آتی ہے، اس کا کریڈٹ اس معلم اور ریفارمر کو جاتا ہے جسے دنیا شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری کے نام سے جانتی ہے، منہاج القرآن ویمن لیگ کے پراجیکٹ woice کا وہی مشن ہے جو ہمیں ریاست مدینہ کے پہلے دستاویزی منشور میثاق مدینہ میں نظر آتا ہے، میثاق مدینہ کے آرٹیکلز کی روح انسانیت کو گلے لگانا ہے اور ان کی سماجی، معاشی بحالی کیلئے ساتھ کھڑے ہونا ہے، ہم اس وقت تک گنہگار ہیں جب تک ہماری سوسائٹی میں ایک بھی مجبور اور بے بس خاتون موجود ہے، woice نے دکھی خواتین کیلئے جس مشن کا آغاز کیا ہے وہ جہاد ہے اور اس جہاد میں woice کے ساتھ ہوں۔

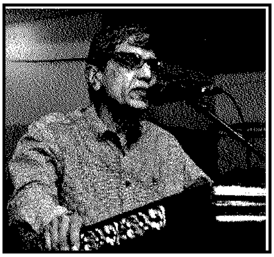

پروفیسر جاوید چودھری (ماہر تعلیم، ایڈوائزر آف آغا خان یونیورسٹی)

تحریک منہاج القرآن تعلیم یافتہ نسل تیار کر رہی ہے

میرا منہاج القرآن سے پہلا تعارف اس دن ہوا جس دن میری بہنوں کو ماڈل ٹاؤن میں گولیاں ماری گئیں اسی دن سے میں نے مغل شہنشاہوں کے خلاف لکھنا، بولنا شروع کیا، دھرنے کے دوران ڈاکٹر طاہرالقادری نے قوم کو جو شعور دیا وہ میرے لیے باعث مسرت ہے، تحریک منہاج القرآن تعلیم یافتہ نوجوان، لڑکے، لڑکیاں قوم کو دے رہی ہے اور تعلیم یافتہ نسل تیار کر رہی ہے یہ ایک بڑی انسانی اور قومی خدمت ہے۔ محترمہ ڈاکٹر شاہدہ مغل نے Woice کے حوالے سے بریف کیا تو بڑی خوشی ہوئی، بلاشبہ ایسے ہی لوگ سوسائٹی میں انقلاب لاتے اور نئی تاریخ مرتب کرتے ہیں۔

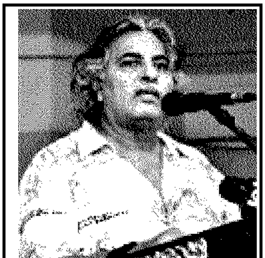

عثمان پیرزادہ (ٹی وی آرٹسٹ، اینکر، ڈائریکٹر)

وائس فوڈ بنک، وائس ویمن امپاورمنٹ انسانیت کی خدمت ہے

بہت کم لوگ اس پیمانے پر کام کر رہے ہیں جس پر منہاج القرآن ویمن لیگ کر رہی ہے، وائس فوڈ بنک، وائس ویمن امپاورمنٹ قابل تحسین پراجیکٹس ہیں، تمام مذاہب انسانیت سے محبت کا درس دیتے ہیں، وسائل بانٹنے کی بات کرتے ہیں، خاص طور پر خوشیاں اور دکھ بانٹتے ہیں، میں woice کے انسانیت خدمت کے اس منصوبہ کی بھرپور مدد کیلئے تیار ہوں، woice

کی ٹیم کو اور ادارہ منہاج القرآن کے بانی ڈاکٹر طاہرالقادری کی خدمت کو سراہتا ہوں بلاشبہ یہ انسانیت کی خدمت کررہے ہیں۔

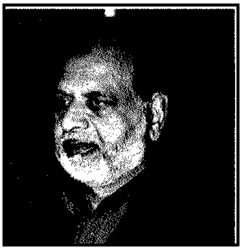

ڈاکٹر اکرم رانا (ڈین کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز)

عورت کے عزم کے سامنے کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوتی

دنیا میں دو طاقتیں ہیں ایک تلوار اور ایک قلم، ان دونوں کے درمیان زبردست مقابلہ جاری رہتا ہے، ایک تیسری طاقت عورت کی ہے جو ان دونوں سے زیادہ مضبوط اور موثر ہے، یہ عظیم کلمات بانی پاکستان قائداعظمؒ محمد علی جناح کے ہیں، بلاشبہ عورت عزم و استقلال کے پہاڑ کا نام ہے، جب عورت کچھ ٹھان لیتی ہے تو پھر کوئی اس کے راستے کی دیوار نہیں بن سکتا، اگر منہاج القرآن کی ویمن لیگ کے فورم woice نے ویمن امپاورمنٹ کے مشن کو زندگی کا مقصد بنا لیا ہے تو کوئی طاقت انہیں منزل کے حصول سے نہیں روک سکے گی میں woice کی ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں۔

ڈاکٹر نظام (آئی سرجن)

woice کیلئے میری ڈھیروں دعائیں

مردوں کے تسلط والے اس معاشرے میں مغرب سے مشرق تک عورت کو اس کے جائز حقوق نہیں ملے، عورت نے اپنی محنت، ہمت سے اپنا مقام بنایا اور اپنی موجودگی کا احساس دلایا، ہمیں اپنی گھریلو اور سماجی زندگی میں اپنے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کے فرامین ہمیشہ ذہن نشین رکھنے چاہئیں، ایک کامیاب مرد کو عورت کامیاب بناتی ہے، woice کیلئے میری ڈھیروں دعائیں اور نیک تمنائیں ہیں۔

اجمل جامی (اینکر پرسن/ کالم نویس)

منہاج القرآن ویمن لیگ کے نظم و ضبط کا ایک زمانہ معترف ہے

منہاج القرآن ویمن لیگ کی تنظیم، نظم وضبط اور تعلیم وتربیت کے اعلیٰ معیار کا ایک زمانہ معترف ہے، اس کا علمی مظاہرہ ہم نے دھرنے کے دوران اسلام آباد میں دیکھا، اس پرعزم، دین اور ملک سے محبت کرنے والی خواتین کسی اور جماعت میں نظر نہیں آتیں، مجھے منہاج القرآن کے عالمگیر تعلیمی، فلاحی، تربیتی منصوبہ جات دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ پاکستان کی بھی کوئی ایسی تحریک ہوسکتی ہے جو پوری دنیا میں علم و امن کے اعتبار سے جھنڈے گاڑے، منہاج القرآن ویمن لیگ کے فلاحی منصوبے جو woice کے پلیٹ فارم سے شروع کیے گئے ہیں قابل قدر ہیں، دین محض عبادات کا نام نہیں بلکہ انسانی خدمت اور دکھ سکھ بانٹنے کا نام ہے۔ woice کی کامیابی کیلئے دعا گو ہوں۔

ندیم چودھری (سینئر صحافی/ کالم نویس)

منہاج القرآن ویمن لیگ کرہ ارضی کی بہترین تنظیم ہے

میں منہاج القرآن ڈاکٹر طاہرالقادری اور ان کے تنظیمی نظم ونسق کو بڑی اچھی طرح جانتا ہوں، ڈاکٹر طاہرالقادری جیسا منتظم، ریفارمر، شارح قرآن و حدیث رواں صدی میں کوئی اور نظر نہیں آیا، فی زمانہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو نماز پنجگانہ کا عادی بنا دینا اور انہیں دوسروں کیلئے جینے پر راضی کر لینا ایک بہت بڑی قومی، دینی و ملی خدمت ہے۔ منہاج القرآن ویمن لیگ صرف پاکستان نہیں بلکہ کرہ ارض کی ایک بہترین تنظیم ہے جو اپنی مدد آپ کے تحت پوری دنیا میں علم و امن کے دیئے روشن کررہی ہے۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کا نیا پراجیکٹ woice تحریک کے پلیٹ فارم پر ایک شاندار اضافہ ہے جس کا مقصد مجبور ومقہور خواتین کو پاؤں پر کھڑا کرنا ہے میں اسکی کامیابی کیلئے دعا گو ہوں۔ ☆☆☆☆☆

مغربی عورت کو حقوق کیلئے طویل جنگ لڑنا پڑی

اسلام کی حقوقِ نسواں کی تاریخ درخشاں روایات کی امین ہے

''اسلام میں خواتین کے حقوق'' شیخ الاسلام کی ایک جامع کتاب ہے

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

اِسلام اِنسانیت کے لیے تکریم، وقار اور حقوق کے تحفظ کا پیغام لے کر آیا۔ اِسلام سے قبل معاشرے کا ہر کمزور طبقہ طاقت ور کے زیرِ نگیں تھا۔ تاہم معاشرے میں خواتین کی حالت سب سے زیادہ ناگفتہ بہ تھی۔ تاریخ اِنسانی میں عورت اور تکریم دو مختلف حقیقتیں رہی ہیں۔ قدیم یونانی فکر سے حالیہ مغربی فکر تک یہ تسلسل قائم نظر آتا ہے۔ یونانی روایات کے مطابق پینڈورا (Pandora) ایک عورت تھی جس نے ممنوعہ صندوق کو کھول کر اِنسانیت کو طاعون اور غم کا شکار کر دیا۔ ابتدائی رومی قانون میں بھی عورت کو مرد سے کمتر قرار دیا گیا تھا۔ ابتدائی عیسائی روایت بھی اسی طرح کے افکار کی حامل تھی۔

مغرب میں عورت کو اپنے حقوق کے حصول کے لیے ایک طویل اور جاں گسل جد و جہد سے گزرنا پڑا۔ نوعی امتیاز کے خلاف عورت کے احتجاج کا اندازہ حقوقِ نسواں کے لیے جد و جہد کرنے والی خواتین کی طرف سے عورت کے لیے womyn کی اصطلاح کے استعمال سے ہوتا ہے جو انہوں نے نوعی امتیاز (Gender Discrimination) سے عورت کو آزاد کرنے کے لیے کیا۔ مختلف اَدوار میں حقوقِ نسواں کے لیے جد و جہد کرنے والی خواتین میں Susan B. Anthony (1820-1906) کا نام نمایاں ہے جس نے National Woman's Suffrage Association قائم کی۔ اور اسے 1872ء میں صرف اس جرم کی پاداش میں کہ اس نے صدارتی انتخاب میں ووٹ کا حق استعمال کرنے کی کوشش کی، جیل جانا پڑا۔ صدیوں کی جد و جہد کے بعد 1961ء میں صدر John Kennedy نے خواتین کے حقوق کے لیے کمیشن قائم کیا جس کی سفارشات پر پہلی مرتبہ خواتین کے لیے fair hiring paid maternity leave practices اور affordable child care کی منظوری دی گئی۔ سیاسی میدان میں بھی خواتین کی کامیابی طویل جد و جہد کے بعد ممکن ہوئی۔ Jeanette Rankin of Montana پہلی مرتبہ 1917ء میں امریکی ایوان نمائندگان کی رکن منتخب ہو سکی۔

جب کہ اسلام کی حقوقِ نسواں کی تاریخ درخشاں روایات کی امین ہے۔ روزِ اول سے اسلام نے عورت کے مذہبی، سماجی، معاشرتی، قانونی، آئینی، سیاسی اور انتظامی کردار کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ اس کے جملہ حقوق کی ضمانت بھی فراہم کی۔ تاہم یہ ایک المیہ ہے کہ آج مغربی اہل علم جب بھی عورت کے حقوق کی تاریخ مرتب کرتے ہیں تو اس باب میں اسلام کی تاریخی خدمات اور بے مثال کردار سے یکسر صرف نظر کرتے ہوئے اسے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کی زیرِ نظر کتاب میں اسلام میں خواتین کے حقوق کا جامع احاطہ کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس تصنیف سے نہ صرف اسلام کے بارے میں مغالطوں کا ازالہ ہوگا بلکہ معاشرے میں حقوقِ نسواں کے بارے میں حقیقی اِسلامی شعور کو بھی فروغ حاصل ہوگا جس سے ہم اس معاشرے کی تشکیل کی طرف پیش قدمی کر سکیں گے جس کی تعلیم قرآن وسنت میں دی گئی ہے۔ ☆☆☆☆☆☆

WOICE کے زیرِ اہتمام خواتین کے لیے شعور آگہی پراجیکٹس

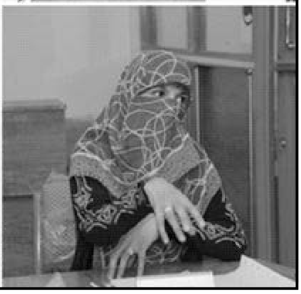

WOICE کے زیرِ اہتمام خواتین کی فلاح و بہبود کے پراجیکٹس

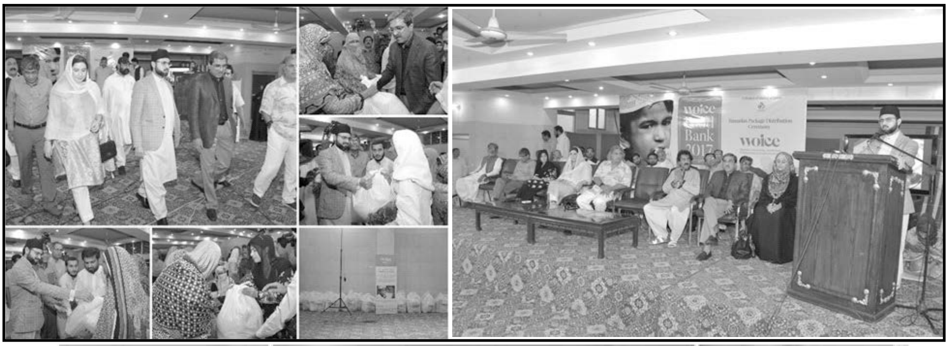

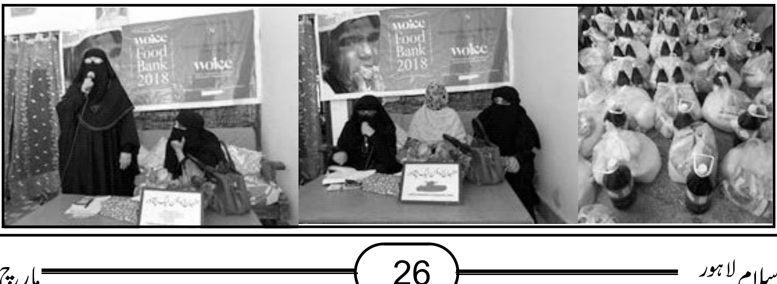

WOICE کے زیرِ اہتمام مستحق خواتین کے لیے جہیز سپورٹ اور WOICE Food Bank کی سرگرمیاں

WOICE کے زیرِ اہتمام ہنر گھر پراجیکٹس

کاہنہ نو لاہور اور گوجرانوالہ میں WOICE ہنر گھر پراجیکٹ قائم کرنے کے لیے Visit اور میٹنگ

اقوال

○ نکاح ایک معاہدہ اور ایک امانت ہے، اس لیے جیسے مرد کے عورت پر بعض حقوق ہیں، ویسے ہی عورت کی طرف سے اس کے ذمے بعض فرائض بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے عورتوں سے گھریلو زندگی میں نیکی اور انصاف کا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا۔

○ اسلام نے عورت کو ایک مکمل قانونی فرد تسلیم کرتے ہوئے سربراہ کے چناؤ، قانون سازی اور دیگر ریاستی معاملات میں مردوں کے برابر رائے دہی کا حق دیا ہے۔

○ یہ عورت کو اسلام کی عطا کردہ عزت اور تکریم ہی تھی جس سے وہ معاشرے کا ایک موثر اور باوقار حصہ بن گئی اور اس نے زندگی کے ہر شعبے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ سیاسی و انتظامی اور سفارتی کردار کے علاوہ تعلیم وفن کے میدان میں بھی عورتیں نمایاں مقام کی حامل تھیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
اسلام میں انسانی حقوق

Women Empowerment

Islam guaranteed equal rights and protection

Brig(r) Iqbal Ahmad

1. Women Empowerment is a clich'eslogan coined by the western society to exploit the very being and sancity of the women. Under the garb of this slogan the female segment of society in the West is exploited by giving a lollypop in the name of empowerment and is made to endure all the injustices that the male domination desires. Just a few instances where the so called empowered women are put through are; to be an equal partner in earning and sharing the financial burden of the family. Yet she has to go through the pangs of child birth, raise the family and fight her emotional hormonal changes she undergoes during various spells. Women under this empowerment have been made to believe to retain their independence by remaining out of wedlock, yet live with the male partner get into an unnatural illicit relationship dear illicit children and raise them as single mothers when the male partners find if easy to walk away leaving them hig and dry. A woman of the West under this lopsided arrangement, which she willingly accepts, has to endure much more than she is created for. Women Empowerment is a clever concoction of the Western Society befooling her and burdening her with the responsibilities naturally falling to the male segment.

2. Actual Women Empowerment is provided in Islam by the Creator where all women enjoying euqal rights have been guaranteed protection, shelter, sustenance, right to inherit property, freedom of expression, adopt a profession suiting her physiue and caliber. The Creator has ordained upon her male partner to be suave, kind and compassionate to her and treat her with dignity. HE has

warned him that a conduct in violation will definitely be questioned and will not go unpunished. All that is needed inour case is to heed to the commandments of Allah Subhan- Wo-Taala and give the women their rightful due. We do not require to look towards the warped Western Society's Empowerment Slogan. Our Women are empowered by the Creator and HE has taken upon himself to have it implemented through punishment and reward.

3. We can ensure that the above rights are exercised in the right spirit and manner by our women firstly; by educating them to equip them with the knowledge of their rigths and obligations and secondly; by creating a culture of tolerence towards them by their male partners. This again requires to be done by educating the male part of the society giving them a through understanding of their rights and obligations and the place and honour bestwoed to women by the creator as mother, sister and wife.

☆☆☆☆☆

﴿اپیل نوٹ﴾

”میرا ہنر، میری کامیابی“

WOICE ہنر گھر مستحق، بے سہارا، یتیم اور ضرورت مند خواتین اور بچیوں کو مفت فنی تربیت حاصل کرنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ WOICE ہنر گھر کا قیام معاشرے کی خواتین میں ہنر سیکھنے کے رجحان کو فروغ دینے کی اہم کاوش ہے۔ ”میرا ہنر، میری کامیابی“ اس سنہری اصول کو گھر گھر پہنچانا ہمارا نصب العین ہے۔

ہنر گھر میں سلائی کورس، کمپیوٹر کورس، پروفیشنل کوکنگ کورس اور بیوٹیشن کورس مستحق خواتین کو مفت کروائے جاتے ہیں۔ ان کورسز کے لیے سلائی مشین، کمپیوٹر، کچن Items، پارلر کا سامان، اسٹیشنری وغیرہ ضرورت ہے۔ مذکورہ اشیاء کے لیے معاونت درکار ہے۔ ”آگے بڑھیں اور کسی بیٹی کو ہنر مند بنا کر اس کو خود کفیل بنائیں“۔ یہ صدقہ جاریہ ہے۔

Acc# 01977900163003, Branch Code: 0197

IBAN: PK18 HABB0001977900163003 Habib Bank Ltd. Faisal Town Lahore

Contact:Director Hunar Ghar:03435285908 UAN:0092-42-111-140140 (Ext:163)

Facebook:WOICEPK, Twiter:@woiceofficial, Email: woiceofficial@gmail.com

ڈاکٹر شاھدہ نعمانی (صدر WOICE)

WOICE موجودہ دور میں خواتین میں بیداری شعور، خود انحصاری و اعتمادی کیلئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے وژن کے مطابق خواتین کے حقوق کی بحالی کا کام کررہی ہے۔

میرے لیے یہ بات قابل فخر ہے کہ Woice معاشرے کو کامیاب اور ہنرمند خواتین فراہم کرنے میں درج بالا تمام جہات میں میدان عمل میں ہے اور شاندار کامیابیاں سمیٹے اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہے۔

ثناء وحید (سائیکالوجسٹ، سیکرٹری جنرل WOICE)

یہ حقیقت ایک عالمگیر سچائی کی صورت میں سامنے آچکی ہے کہ صرف وہی معاشرہ بہتر طور پر ترقی کرسکتا ہے۔ جہاں خواتین ملک وقوم کی ترقی میں اپنا کردار ادا کررہی ہیں۔

پوری دنیا میں بسنے والی خواتین کو میرا پیغام ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو پہچانیں اور آگے بڑھ کر معاشرے میں مذہبی، معاشرتی، قانونی، آئینی، سماجی اور انتظامی جہات پر اپنا کردار ادا کریں۔

انیتا الیاس (ڈائریکٹر ہنر گھر، WOICE)

اپنی صلاحیتوں کو پہچانیں اور اپنے ہنر کو اپنی طاقت بنائیں تاکہ زندگی میں کسی مقام پر مشکل حالات کا سامنا ہو تو اس آزمائش سے خود لڑسکیں WOICE ہنر گھر ایسی باصلاحیت خواتین کیلئے بھرپور مواقع فراہم کرتا ہے جو نامساعد حالات کے باوجود خود انحصاری کا جذبہ رکھتی ہوں۔

روبینہ عباس (جوائنٹ سیکرٹری، WOICE)

جس طرح عمارت کی مضبوطی اس کی بنیاد پر منحصر ہے اسی طرح معاشرے کی مضبوطی عورت کے باشعور اور باکردار ہونے میں ہے جتنی عورت علمی، روحانی، سماجی اور ثقافتی طور پر باشعور ہوگی اتنا ہی ایک کامیاب معاشرے میں فعال رکن بن کر اپنا کردار ادا کرسکے گی۔

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
MAR-2019
LAHORE
Regd CPL No.45

woice
Women's Ownership, Intellectual Collaboration & Empowerment

Committed to build a peaceful and harmonious environment offering conducive conditions for development of skills & successful women for the society.

میرا ہنر، میری کامیابی
woice ہنر گھر

Giving Her A Skill, A Career, A Hope, A Life

woice
Women's Ownership, Intellectual Collaboration & Empowerment

@woiceofficial
@WOICEPK